اِنَّ مِنْ اِجلالی توقیرِ الشَّیخ مِنْ اُمَّتیْ

ترجمہ: ''میری اُمّت کے بُوڑھوں کی عزّت کرنا میری عزّت کو بڑھانا ہے''۔ (الکنز العمال)

بُوڑھے لوگ

اِسلامی تعلیمات کے آئینے میں

تالیف
محمد اُویس معصومی

تلاش حق فاؤنڈیشن
پی۔او بکس 8778 صدر کراچی۔
فون نمبر: 0345-2255080, 021-4590599
E-mail : talashehaq@yahoo.com

کتاب .... بوڑھے لوگ (اسلامی تعلیمات کے آئینے میں)

مولف .... محمد اویس معصومی

نظرثانی وتصحیح .... غلام خبیب کمبوہ

ناشر .... تلاش حق فاؤنڈیشن، کراچی

کمپوزنگ .... الناصر ریسرچ اکیڈمی اینڈ میڈیا سروسز، کراچی
(0300-2080345 ~ 0345-2766313)

اشاعت .... نومبر 2008ء/ ذیقعد 1429ء

صفحات 122

قیمت .... دعائے خیر (برائے معاونین)

ملنے کے پتے

- جامع مسجد العمر، پتھر روڈ گرین ٹاؤن کراچی
- جامع مسجد مومن بریگیڈ پولیس لین کراچی
- مکتبہ کاروان قمر، دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ پنجاب کالونی کراچی

دعا کی اپیل

قارئین سے گزارش ہے کہ یہ کتاب پڑھ کر
عالی جناب **اعجاز احمد وڑائچ** صاحب اوران کی والدہ صاحبہ کی صحت یابی
جبکہ ان کے **والد** مرحوم اور **اہلیہ** مرحومہ اور دیگر احباب کی **مغفرت** اور
اولاد کی اصلاح وفلاح کیلئے خصوصی دعا فرمائیں۔

❁	بوڑھوں کا جہاد	73
❁	بوڑھوں کی تبلیغ	83
❁	بوڑھوں کی گمراہی	88
❁	بوڑھوں میں لالچ	98
❁	بوڑھوں کی توبہ	102
❁	بوڑھوں کا شوقِ علم	110
❁	مظلوم بوڑھے	111
❁	بوڑھوں کی دوزخ	118
❁	بوڑھوں کی جنت	121

عمومی صورتحال ایسی ہی ہے۔

ہمارے ایک بزرگ استاذِ محترم ہوا کرتے تھے جو حدیث واصول حدیث میں یکتائے روزگار تھے، وہ بڑھاپے میں بسوں میں سفر کر کے درس گاہ پہنچتے اور پیرانہ سالی کے باوجود تدریس فرماتے تھے۔ ایک بار وہ ایک بس سے اترتے ہوئے گر گئے اور زخمی ہوگئے۔ راقم نے ازراہِ ہمدردی عرض کیا، حضرت اب آپ کی عمر بسوں میں آنے جانے کی نہیں، اگر آپ گھر میں ہی درس وتدریس کا کوئی سلسلہ شروع کر دیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ فرمایا ایسا کرسکتا ہوں، لیکن اس سے کوئی آمدن نہیں ہوگی اور میری اہلیہ تو یہ کہتی ہیں کہ مجھے ہر ماہ پانچ سے دس ہزار روپے چاہئیں خواہ کہیں سے بھی لا کر دیں میں تو مجبوری کے باعث یہ تگ ودو کرنے پر مجبور ہوں، حالانکہ ان کے بچے ماشاء اللہ آسودہ حال تھے اور بخوبی گھر چلا سکتے تھے لیکن بیوی گھر بیٹھنے نہ دیتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہر بزرگ کو ایسی آزمائش سے بچائے۔ (آمین)

بزرگوں کی عزت کرنا، قدر کرنا اور ان کی خدمت کر کے اجر پانا خوش قسمت اور خوش بخت ہونے کی علامت ہے۔ موصوف نے جو رسالہ لکھا ہے اللہ کرے اس کا مثبت اثر یہ ہو کہ ہماری پاکستانی قوم اپنے بوڑھوں کی قدر پہچانے اور انہیں ہر گھر میں عزت وتوقیر ملے، جوانوں کو رب العزت بوڑھوں کی خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

رب کریم مولانا صاحب کی اس کاوش کو باعثِ نفع خلائق بنائے اور ان کو بڑھاپے میں ہر تکلیف وپریشانی سے محفوظ رکھے۔ آمین

دعاء گو ودعاء جو

نور احمد شاہتاز

﴿ کلماتِ تحسین ﴾

پروفیسر ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ کراچی

باسمہ حامداو مصلیا و مسلماً

بحمداللہ تعالیٰ عزیزی گرامی قدر مولانا محمد اویس معصومی صاحب زیدمجدہ کی تالیف ''بوڑھے لوگ! اسلامی تعلیمات کے آئینے میں'' باصرہ نواز ہوئی۔مولانا موصوف اس سے قبل بھی مختلف موضوعات پر مضامین ومقالات سپردِقلم کر چکے ہیں۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی اویسی تربیت اور حضرت خواجہ محمد معصوم نقشبندی موہروی علیہ الرحمہ کی روحانی نسبت اور فیضان ان کی شخصیت اورتحریر میں نمایاں ہے۔**اس موضوع پرکوئی ایسی کتاب اب تک نظر سے نہیں گزری۔**

ع   اللہ کرے زورِقلم اورزیادہ

اللہ تبارک وتعالیٰ مولانا موصوف کواسی طرح دین متین کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطافرمائے اوران کی تحریروں کوقارئین کیلئے ہدایت کا سرچشمہ اورتوشہ آخرت بنائے۔آمین

(جدو جہد) اور بڑھاپے کو اجر و ثواب (پھل) پانے کا وقت مانتا ہے۔

اب جبکہ یہ بوڑھے شجر عرصہ حیات سے گزر کر ثمر بار ہو چکے ہیں تو ان کو Old Houses میں دھکیل کر گلنے سڑنے اور تعفن پھیلانے کے لئے چھوڑ دینا نہایت ظلم ہے جسے اہل مغرب (بوڑھوں کی خدمت) سمجھتے ہیں اور بے چارے روشن خیال مسلمانوں کا بھی یہی خیال ہے جبکہ اہل مغرب کا معاشرہ اور معیشت چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ Old House خزانے پر بوجھ اور انسانیت کے منہ پر طمانچہ ہیں۔

اس لیے ان بوڑھوں کو گولڈ ہاؤس Gold House (مسجد) میں آنے دو تاکہ یہ یادِ بندگی اور توبہ کی بھٹی میں تپ کر کندن بنیں اور معاشرے کے ماتھے کا جھومر بن جائیں پھر آوارہ نوجوانوں کو اپنی ناصحانہ و مشفقانہ گفتگو سے ناکام ہونے سے بچائیں۔ ہوٹل، ریلوے اسٹیشن، بس اسٹاپ، میدان، اسکول، مزارات، پارک اور دیگر پبلک مقامات پر منشیات کے خلاف آگاہی دیں۔ ماحولیات کی صفائی کا کام کریں۔ اشیاء خورد و نوش کی قیمتوں کی نگرانی کریں۔ مردم شماری و گھر شماری کی نگرانی کریں۔ ذخیرہ اندوزی، رشوت اور منشیات کے انسداد کے لئے کام کریں۔ بچوں کو اسکول میں داخل ہونے، علم حاصل کرنے کا شوق دلائیں۔ لوگوں میں رات کو جلدی سونے اور صبح کو جلدی اُٹھنے کی اہمیت اُجاگر کریں۔ صبح کی نماز کے لئے لوگوں کو جگائیں۔ زکوٰۃ اکٹھی کر کے مستحقین تک پہنچائیں۔ برائی کے خاتمے اور نیکی کے فروغ کے لئے کام کریں۔ اچھی صحت اور لمبی عمر کے راز سمجھائیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو یہ بوڑھے معاشرے کے لئے باوقار رہنما ثابت ہو سکتے ہیں۔

مال و زر کی ہوس اور روزگار کی تلاش، بچوں کی عدم دلچسپی اور معاشرے کی بوڑھوں سے لاتعلقی کے رویے نے جہاں خاندانی نظام کا جنازہ نکال دیا ہے وہیں بوڑھوں کیلئے زندگی گزارنا بھی مشکل بنا دیا ہے۔ چنانچہ روزنامہ اُمت کراچی ۹ دسمبر ۲۰۰۷ میں خبر چھپی ہے کہ بھارتی پارلیمنٹ نے ایک بل منظور کیا ہے جس کے تحت:

۷۔ کرایہ جات اور سفری سہولیات میں ان کو رعایت دی جائے۔

ایسا کر کے ہم اُمت کے اِس عظیم اثاثے سے کما حقہ مستفید ہو سکتے ہیں اور ایک بہترین معاشرہ تشکیل دے سکتے ہیں۔

آخر میں جناب اعجاز احمد وڑائچ صاحب کا میں تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کے تمام اخراجات برداشت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس نیکی و سعی کو قبول فرمائے۔آمین

(ناکارہ خلائق)

محمد اویس معصومی

چنانچہ قرآن کریم کی سورۃ الفاطر کی آیت نمبر ۳۷ میں ہے:

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا رَبَّنَا اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِىْ كُنَّا نَعْمَلُ اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّايَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَ كُمُ النَّذِيْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ o

ترجمہ: کیا ہم نے تمہیں اتنی لمبی عمر نہ دی تھی جس میں جو چاہتا با آسانی نصیحت قبول کر سکتا تھا اور آ گیا تمہارے پاس ڈرانے والا (اس کی بھی بات تم نے نہ مانی) پس اب (اپنے کئے کا) مزہ چکھو ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

عطاء کلبی کے نزدیک اس آیت میں لمبی عمر سے مراد اَسی برس ہیں۔ حضرت ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک ساٹھ سال مراد ہیں۔

(تفسیر بغوی ج۔۵ص ۲۵۰)

سورۃ الفاطر کی آیت نمبر ۱۱ میں ہے۔

وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّافِىْ كِتٰبٍ.

ترجمہ: اور جس بڑی عمر والے کو بڑی عمر دی جائے۔ یا جس کسی کی عمر کم رکھی جائے یہ سب ایک کتاب میں ہے۔ (کنزالایمان۔ فاطر۔۱۱)

سورۃ الروم میں ہے:

اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَيْبَةً.

ترجمہ: ''اللہ ہے جس نے تمہیں ابتداء میں کمزور (جنین/شیر خوار بچہ) بنایا پھر تمہیں ناتوانی سے طاقت (جوانی) بخشی۔ پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا۔

(سورۃ الروم: آیت ۵۴)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معمر (بوڑھا) وہ ہے جس کی عمر

الاسلام الا کانت لہ نورا یوم القیامة وقال فی حدیث یحيٰ الا کتب اللہ بها حسنة وحط عنہ بها خطیئة.

ترجمہ: عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا سفید بالوں کو نہ اُکھاڑو جس شخص کے بال بھی اِسلام میں سفید ہوں گے وہ قیامت کے دن اس کے لیے نور بن جائیں گے۔ یحییٰ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن بالوں کے عوض ایک نیکی لکھ دے گا اور ایک برائی مٹا دے گا''۔

(شرح صحیح مسلم۔ج۔٦۔ص ٤١٠)

اسلام میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپا آیا۔

(مواعظہ حسنہ۔ص ١٣٥)

O سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو ایک اعرابی سے فرمایا کہ وہ ہر روز کاشانہ خلافت کے باہر سے یہ آواز لگایا کرے:

یاعمر لا تنس موتک واعمل فی الدنیا بقدر مقامک فیها.

ترجمہ: اے عمر! اپنی موت کو نہ بھول اور دنیا میں جس قدر تمھارا قیام ہے، اتنا عمل خیر کرو۔

چنانچہ جب آپ نے اپنی داڑھی مبارک میں سفید بال دیکھے تو اعرابی کو منع کرتے ہوئے فرمایا:

''اب میرا مذکر ومنادی میری آنکھوں کے سامنے ہے، اب تیری یاددہانی کی ضرورت نہیں ہے''۔

(شرح قصیدہ بردہ: ص 55)

O جب ایک نوجوان بڑھاپے کی دہلیز پر پہنچتا ہے تو جوانی کے ایام کو یاد کرتے ہوئے کہتا ہے۔

الا لیت الشباب یعود یوماً

فاخبرہ بما فعل المشیب

زرع راچوں رسید وقتِ درو
نخرا مد چنانکہ سبزہ نو

ترجمہ: جوانی کی مسرتیں بوڑھے سے تلاش نہ کرو، ندی کا گیا ہوا پانی پھر ندی میں واپس نہیں آتا۔ جب کھیتی کاٹنے کا وقت آن پہنچا۔ پھر وہ نئے سبزہ کی طرح نہیں لہلہاتی۔

دورِ جوانی بشد از دستِ من
آہ و دریغ آں زمنِ دل فروز

ترجمہ: جوانی کا زمانہ میرے ہاتھ سے جاتا رہا۔ ہائے افسوس اُس دل فروز زمانے پر!

کیونکہ وہ شیروں جیسی پنجہ کی قوت جاتی رہی۔ اب میں چیتے کی طرح پنیر پر راضی ہوں۔ (شیخ سعدی فرماتے ہیں) ایک بڑھیا نے خضاب سے بال کالے کر لیے تھے۔ میں نے اُس سے کہا: اے بڑھیا! ماں جان! خفیہ دو بیر سے تو نے بال تو کالے کر لیے ہیں لیکن یہ جھکی ہوئی پیٹھ سیدھی نہیں ہو سکتی۔

(شرح گلستان۔ باب ششم۔ حکایت ۵۰)

سورۃ یسٰین میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ۝

ترجمہ: اور جس کو ہم بوڑھا کرتے ہیں اسے (بچپن) کی حالت کی طرف پھیر دیتے ہیں کیا پھر بھی وہ نہیں سمجھتے''۔

شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میرا ایک فوجی دوست اصفہان کا رہنے والا تھا۔ بڑا جنگجو اور تیز طرار تھا۔ نہایت زور آور اور بہادر تھا۔ انسان کیا شیر جیسا درندہ بھی اس سے لرزاں و ترساں رہتا تھا۔ اُس کے دشمن اُس سے بدلہ لینے کے لئے پیچ و تاب کھاتے رہتے تھے، مگر نہایت شریف، نیکی پسند اور نیک لوگوں کی عزت کرتا تھا، مجھے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا

ناقص عمر کو پھیرا جاتا ہے کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے''۔(کنزالایمان:النحل:70)
یعنی پیدائش کے بعد موت دے گا۔(بچپن، جوانی، یا بڑھاپے میں)ارذلِ عمر ساٹھ سال کے بعد آتی ہے۔جب حواس انسانی ناکارہ اور عقل آوارہ ہو جاتی ہے اور انسان نادانی میں بچوں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ مسلمان اللہ کے فضل سے طویل عمری و بڑھاپے میں مندرجہ بالا بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں بلکہ انہیں کرامت و بزرگی اور عقل و معرفت کی زیادتی عطا کی جاتی ہے اور ممکن ہے کہ توجہ الی اللہ کی بدولت دنیا سے دور اور اللہ کے ہاں مقبول ہو جائے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس نے قرآن پاک پڑھا وہ اس ارذل عمر کی حالت کو نہیں پہنچے گا کہ علم کے بعد محض بے علم ہو۔

جب انسان بوڑھا ہو جائے تو بھی لونڈی، غلام، اولاد اور حتیٰ کہ جوان بیوی بھی نفرت و حقارت سے دیکھنے لگتی ہے چنانچہ ابو مسلم خولانی جب بوڑھے ہو گئے تو اُن کی لونڈی نے اُن سے چھٹکارا پانے کے لئے مسلسل اُن کو زہر پلانا شروع کر دیا تو جب اُن پر کوئی اثر نہ ہوا تو ایک دن پھوٹ پڑی کہ میں کچھ عرصے سے مسلسل تمہیں زہر پلا رہی ہوں مگر آپ پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔انہوں نے پوچھا! تو مجھے زہر کیوں پلاتی رہی ہے؟ اُس نے کہا آپ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں تو ابو مسلم خولانی نے اُس کو بتایا کہ میں کھانے اور پینے کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیتا ہوں، اس لیے مجھ پر زہر کا اثر نہیں ہوا۔

(کتاب القلیوبی حکایت۔۶۴ص۵۲)

ہائے افسوس! یہ ہمیں کیا ہو گیا ہے؟ ہمارا عروج زوال میں ڈھل گیا ہے۔ بالوں میں چاندی چمکنے لگی ہے اور داڑھی میں بور آ گیا ہے مگر ہمارے سر کا غرور اور سینے میں سمایا ہوا فتور پیوند خاک نہیں ہوا ہے۔

ترجمہ: کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا کہ اس کے پاس ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا جس کے نیچے ندیاں بہتیں، اس کے لیے اس میں ہر قسم کے پھلوں سے ہے اور اسے بڑھاپا آیا اور اس کے ناتواں بچے ہیں تو آیا اس پر ایک بگولا جس میں آگ بھی تو جل گیا ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ''۔

(کنزالایمان۔سورۃ البقرہ۔۲۶۶)

اس آیت میں ریاکاری کی تباہ کاری کو ایک بوڑھے کی مثال سے سمجھایا جارہا ہے جس طرح کسی بوڑھے کا ذریعہ آمدن ایک باغ ہو اور وہ خود ضعف پیری اور کبر سنی کی وجہ سے محنت ومشقت کے قابل نہ رہے اور اُس کی اولاد بھی ننھی منھی ہو اور اچانک تیز ہوا کے ساتھ آگ کا بگولہ آئے اور اس کا باغ جلا دے تو اُس وقت جو رنج وغم اور حسرت ویاس اس بوڑھے کو ہوگی کہ نہ خود اور نہ ہی اس کی اولاد اس باغ کو دوبارہ آباد کرنے کے قابل ہے، یہی حال قیامت کے دن ریاکار کا ہوگا۔

حضرت زکریا علیہ السلام اپنی عمر عزیز کی ایک سو بیسویں سیڑھی پر پہنچ چکے تھے۔ بڑھاپے کی تھکن کے آثار ظاہر ہو چکے تھے اور اُن کی زوجہ محترمہ ۹۸ منزلیں طے کر کے سن ایاس میں گھری ہوئی تھیں مگر جب اپنی بھانجی بی بی مریم علیہا السلام کے حجرے میں داخل ہوئے تو بے موسمی پھل دیکھ کر اللہ کی شانِ قدرت سے دل شاد ہوا تو اپنے بڑھاپے اور زوجہ کے بانجھ ہونے کے باوجود یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اے کاش اللہ مجھ کو بھی اولاد سے نواز دے۔ چنانچہ بے اختیار دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھ گئے، جسے اللہ نے شرف قبولیت بخشا اور اِس زور کے بڑھاپے میں بھی انے اپنی قدرت سے انہیں ایک عظیم فرزند سیدنا یحییٰ علیہ السلام عطا کیا۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ

ایک سو بیس سال ہو چکی تھی تو اللہ کریم نے اس بوڑھے جوڑے کو فرشتوں کے ذریعے حضرت اسحٰق علیہ السلام اور اُن کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری دی جس پر بی بی سارہ علیہا السلام کو تعجب و حیرانگی ہوئی جسے قرآن نے یوں محفوظ کر دیا ہے۔

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ o قَالَتْ یٰوَیْلَتٰٓی ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ o قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o

ترجمہ: ''اور اُس کی بی بی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اُسے اسحٰق کی خوشخبری دی اور اسحٰق کے پیچھے یعقوب کی۔ بولی ہائے خرابی! کیا میرے بچہ ہوگا! اور میں بوڑھی ہوں اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے، بے شک یہ تو اچنبے کی بات ہے۔ فرشتے بولے، کیا اللہ کے کام کا اچنبا کرتی ہو، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اس گھر والو بے شک وہی ہے سب خوبیوں اور والا عزت والا''۔

(ترجمہ کنز الایمان، ھود: ۷۱ تا ۷۳)

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے چوری کے حیلے کے ذریعے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھ لیا تو اُن کے بڑے اور سوتیلے بھائی جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا تھا۔ آج اُن کے سامنے منتیں کر رہے تھے کہ خدارا ہم میں سے کسی ایک کو بنیامین کی جگہ قید کر لیں ۔ اس کے والد بہت بوڑھے ہیں جو یہ صدمہ برداشت نہ کر سکیں گے ۔ اللہ نے اس بات کو احسن القصص کا حصہ بنا دیا ہے۔ چنانچہ قرآن کہتا ہے:

قَالُوْا یٰٓاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا

یہ بوڑھے شخص حضرت شعیب علیہ السلام تھے جو بڑھاپے اور کمزوری وضعف کی وجہ سے بکریوں کو پانی پلانے سے قاصر تھے اور مجبوراً یہ کام ان کی بیٹیاں کررہی تھیں ۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر جب عذاب نازل ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے اہل اور احباب کوتو عذاب سے نجات دے دی مگران کی بوڑھی بیوی جو کہ کافرہ تھی اُس کوبستی سے نکلنے کی توفیق نہ دی۔قرآن کہتا ہے:

اِذَ نَجَّیۡنٰہُ وَاَھۡلَہٗ اَجۡمَعِیۡنَo اِلَّا عَجُوۡزًا فِی الۡغٰبِرِیۡنَo

ترجمہ:''جبکہ ہم نے اُسے اوراس کے سب گھر والوں کونجات بخشی مگر ایک بڑھیا کہ رہ جانے والوں میں ہوئی''۔

(کنزالایمان۔الصفت۔۱۳۵/۱۳۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے معزز مہمانوں (فرشتے) کی مہمان نوازی کے لئے بچھڑا ذبح کر کے، بھون کے لائے مگر انہوں نے نہیں کھایا اور ابراہیم علیہ السلام کو بتایا کہ ہم فرشتے ہیں اور آپ کوایک بیٹے کی بشارت دیتے ہیں ان کی بیوی (سارہ) دروازے کے پیچھے سے سن رہی تھی ،لہٰذا فوراً بولی تعجب ہے کہ بوڑھی اور بانجھ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا؟ قرآن کہتا ہے:

فَاَقۡبَلَتِ امۡرَاَتُہٗ فِیۡ صَرَّۃٍ فَصَکَّتۡ وَجۡھَھَا وَقَالَتۡ عَجُوۡزٌ عَقِیۡمٌ o

ترجمہ: ''اس پراس کی بی بی چلاتی آئی ، پھر اپنا ماتھا ٹھونکا اور بولی کیا بڑھیا بانجھ (کے ہاں اولاد ہوگی!)''۔

(کنزالایمان۔الذاریات۔۲۹)

وسلم نے فرمایا ہے کہ جوکوئی جوان بوڑھے کا اس کی کبرسنی کی وجہ سے احترام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے پر اُس شخص کو مقرر کرے گا جو اُس کا احترام کرے۔

(ترمذی۔ باب ماجاء فی اجلال الکبیر۔ حدیث ۴۵۔۱۹)

وعن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان من اجلال اللہ اکرام ذالشیبۃ المسلم.

ترجمہ: ''حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ کی تعظیم میں سے ہے، بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا''۔

(سنن ابوداؤد۔ کتاب الادب۔ حدیث نمبر ۴۸۴۳۔ ج۔۴۔ص ۳۴۴)

عن عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ثلاثۃ لا یستخف بحقھم الا منافق ذوالشیبۃ فی الاسلام وذوا لعلم وامام متقسط.

ترجمہ: ''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین افراد کے حق کو صرف منافق ہی ہلکا جانتا ہے، ایک سفید بالوں والا مسلمان، عالم اور عادل بادشاہ''۔

(المعجم الکبیر۔ ج۔۸۔ص ۲۰۲ حدیث ۷۸۱۹)

شرح السنہ میں حضرت طاؤس رحمتہ اللہ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ یہ مسنون ہے کہ تم چار آدمیوں کی تعظیم کرو، عالم، بوڑھا، سلطان اور باپ کی۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سفید داڑھی والے مسلمان کا احترام اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے کہ جب وہ دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھ خالی لوٹانے سے شرماتا ہے۔ (مرقات۔ ج۔۹۔ص ۲۲۷)

ومروهم وصلوا كما رأيتموني اصلي واذا حضرتِ الصلاة فليؤذن لكم احدكم ثم ليؤمكم اكبركم.

ترجمہ: ''ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوئے اور ہم سب نوجوان اور ہم عمر تھے ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہت دنوں تک رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیال ہوا کہ ہمیں اپنے گھر کے لوگ یاد آرہے ہونگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے ان کے متعلق پوچھا جنہیں ہم اپنے گھر پر چھوڑ کر آئے تھے۔ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارا حال سنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے ہی نرم خو اور بڑے رحم کرنے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے گھروں کو واپس جاؤ اور اپنے ملک والوں کو دین سیکھا اور بتاؤ اور تم نماز اس طرح پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص تمہارے لیے اذان دے پھر جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرائے''۔

(بخاری۔ کتاب الادب۔ حدیث۔۵۵۴۹)

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے اس کے ماں باپ یا دونوں میں سے ایک بڑھاپا پائے اور اس کو جنت میں نہ پہنچائے''۔

(مشکوٰۃ۔ باب الصلوٰۃ علی النبی وفضلہا)

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: ''جس کسی نے اللہ کی رضا کیلئے ایک دن کا روزہ رکھا اللہ اس کو جہنم سے اتنا دور کردے گا جیسے کوا کہ جب بچہ تھا اس وقت سے اڑتا رہا یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مرا''۔

(رمضان کی روشن راتیں: ص254)

ترجمہ: ''سفید داڑھی والے مسلمان کا اللہ کریم اتنا احترام کرتا ہے کہ جب وہ دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہے تو اللہ کریم اُس کے ہاتھ خالی لوٹانے سے شرماتا ہے''۔

(مرقات۔جلد۹۔ص ۲۲۷)

چنانچہ امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ ایک جوان انصاری مرگیا۔اس کی ماں بوڑھی اور اندھی تھی، ہم نے میت پر کپڑا دیا اور اُس کی ماں کو تسلی دینے لگی۔وہ کہنے لگی ''کیا میرا لڑکا مرگیا ہے!'' ہم نے کہا ''ہاں''۔

وہ بڑھیا وہیں دُعا میں مشغول ہوگئی اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کرنے لگی۔اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے نبی کی طرف اس اُمید کے ساتھ ہجرت کی تھی کہ تو ہر مصیبت میں میری مدد کرے گا۔اے اللہ یہ مصیبت دور کردے۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم وہیں تھے کہ جوان نے کپڑا اُٹھایا، اچھا ہوکر کھانا کھایا چونکہ بڑھیا نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی برکت مانگی تھی۔

۞ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ صبح وشام آدمی کے چہرے پر نگاہِ کرم ڈالتا ہے اور فرماتا کہ اے میرے بندے! تو بوڑھا ہوگیا ہے۔تیری کھال لٹک گئی ہے۔تیری ہڈیاں گھس گئی ہیں۔تیرے مرنے کا وقت سر پر آن پہنچا ہے۔میرے دربار میں تیری حاضری کا وقت آگیا ہے۔اب تو تو (مجھ سے) حیا کر کیونکہ میں تیرے بڑھاپے سے حیا کرتا ہوں کہ تجھے جہنم میں عذاب دوں۔

(مواعظ حسنہ۔ص ۱۱)

۞ امام ابومنصور ماتریدی رحمتہ اللہ علیہ کے اُستاد کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ بیمار ہوگئے۔اس وقت ان کی عمر لگ بھگ اسی (۸۰) برس تھی۔شیخ صاحب نے امام ابومنصور کو حکم فرمایا کہ میری عمر کا کوئی غلام تلاش کریں اور پھر خرید کر میری طرف سے آزاد

اور بزرگ لوگ تو اللہ کا نام لیے بغیر کھانا نہیں کھاتے۔ تقاضائے عمر کے مطابق تو اس کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے تھا۔ اُس نے کہا میں آتش پرست ہوں۔ تو آپ نے اسے دستر خوان سے اُٹھا دیا۔ آپ کا یہ فعل اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا اور فوراً وحی کے ذریعے تنبیہہ فرمائی ''کہ میں اس کو سو سال سے کھلا رہا ہوں، مگر مجھے تو نفرت نہ آئی اور تو آج ہی کھلانے لگا تھا کہ نفرت سے دھتکار دیا''۔

(بوستان اردو۔ص ۱۳۵)

❁ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' تین آدمیوں سے اللہ کریم نہ بات کرے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ اُن میں سے ایک بوڑھا زانی، دوسرا جھوٹا بادشاہ اور تیسرا متکبر فقیر ہے۔

(بہار شریعت: جلد۲ حصہ نہم ص ۷۹)

❁ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ دوران سفر میری ملاقات ایک بوڑھے شخص سے ہوئی جو بہت زیادہ عمر گزار چکا تھا۔ میں نے اُس سے احوال معلوم کئے تو اس نے بتایا کہ میں بچپن ہی سے اپنی چچا زاد بہن سے محبت کرتا تھا اور وہ بھی مجھ سے محبت کرتی تھی۔ پھر اتفاقاً میرا نکاح بھی اُسی سے ہوگیا۔ میں نے شب زفاف اپنی بیوی سے کہا کہ آؤ ہم رات بھر اللہ کی بارگاہ میں حمد وشکر کا نذرانہ پیش کریں کہ اُس نے ہم دونوں کو ملا دیا ہے۔ ہم ساری رات اللہ کی بارگاہ میں قیام، رکوع اور سجدہ کرتے رہے اور ایک دوسرے سے ملاقات کے لئے فارغ نہ ہو سکے۔ دوسری رات بھی اسی طرح سے گزر گئی اور آج ستر یا اسی سال ہونے کو آئے ہیں، ہر رات یہی حالت ہوتی ہے اور ہم دونوں ابھی تک ملنے نہیں پائے۔ اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔ اس نے کہا اے فلاں عورت! کیا ایسا نہیں ہے؟ بڑھیا نے کہا'' ہاں! شیخ سچ کہتا ہے''۔

(غنیۃ الطالبین: ص ۲۶۶)

لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا.

یعنی وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر ترس نہ کھائے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے"۔

(سنن ترمذی۔ کتاب البر والصلہ۔ حدیث۔۱۸۴۱)

۞ امام بیہقی نے سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک (بوڑھے) یہودی نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک کو صاف کیا (اِس میں کوئی چیز پڑ گئی تھی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللھم جملہٗ.

ترجمہ: "اے اللہ! اس کو خوبصورت کر دے"۔

اس یہودی کی داڑھی بالکل سفید ہو چکی تھی، پھر سے کالی ہوگئی۔

(مدارج النبوۃ۔ جلد اص ۴۳۸)

۞ حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ ایک (بوڑھے) یہودی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں دودھ پیش کیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا:

اللھم جملہٗ.

"یا اللہ! اس کو جمال عطا کر"

تو اُس بوڑھے یہودی کے سارے بال نہایت سیاہ ہو گئے وہ نوے سال تک زندہ رہا اس کا کوئی بال بھی سفید نہ ہوا۔

(مدارج النبوۃ۔ جلد اص ۴۳۹)

۞ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے ایک دن ایک بوڑھی خاتون نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُعا فرمایئے کہ میں جنت میں جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ وہ بڑی پریشان ہوئی اور رونے لگی

کی ہدایت کی دُعا فرما دیں ،شاید وہ مسلمان ہو جائیں ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:عمران !ان شاء اللہ،اللہ تعالیٰ بہتر ہی کرے گا۔

حصین بن عبید دروازے تک آئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی ۔سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مرحبا،مرحبا!تشریف لائیے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔بھئی !شیخ کو جگہ دو(اور اپنے سامنے بٹھالیا)۔

عمران نے اپنے باپ کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔

حصین بن عبید بولے : اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ آپ کے متعلق ہم کیا سن رہے ہیں کہ آپ قریش کے خداؤں کو برا بھلا اور اُن کے آباؤ اجداد کو گمراہ کہتے ہیں!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے حصین غور سے سن !ہمارے اسلاف میں سے جو مشرک تھے،سب جہنم کا ایندھن ہیں۔

حصین بن عبید: افسوس!کیا آپ یہ کہتے ہیں کہ عبدالمطلب آگ میں جائے گا؟ بھتیجے وہ آگ کون سی ہے؟۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ نہایت بھڑ کنے والی آگ ہے جو اللہ نے مشرکین کے لئے تیار کی ہے۔

حصین بن عبید: ہم نے تو آج تک ایسی کسی آگ کے متعلق کچھ نہیں سُنا بھئی!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:حصین !بتایئے آپ کتنے خداؤں کی عبادت کرتے ہو؟۔

حصین بن عبید: ہم سات خداؤں کی عبادت کرتے ہیں چھ زمین پر ہیں اور ایک آسمانوں میں ہے۔

اللھم الھمنی رشدی و اعذنی من شرورِ نفسی.

پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا:

''اس (شیخ) بوڑھے کو اُن کے گھر تک چھوڑ آؤ''۔

حضرت حصین بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت خوش تھے جیسے ہی درِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باہر آئے تو بلند آواز سے کہنے لگے۔

الحمدللہ الذی ھدانی لدینہ الحق

اللھم الھمنی رشدی و اعذنی من شرورِ نفسی.

چند دنوں کے بعد پھر حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے جو کلمات مجھے پہلے سکھائے تھے وہ تو مجھے یاد ہو گئے ہیں۔ اب کوئی نیا وظیفہ عطا کیجئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہیے!

اللھم اغفرلی ما اسررت وما اعلنت وما اخطات وماعمدت وما علمت وماجھلت.

حضرت حصین بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کلمات یاد کر لیے اور اسلام قبول کرنے کے 20 دن بعد اللہ کو پیارے ہو گئے۔

(سیارہ ڈائجسٹ۔ توبہ نمبر۔ ص۲۹۴)

۞ حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیز تھیں۔ آپ کے وصال کے بعد سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت گار بن گئیں اور آپ کے وصال کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش و دیکھ بھال پر مامور رہیں۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جوانی کی پہلی سیڑھی پہ قدم رکھا تو وراثت میں بطورِ کنیز حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ کو ملیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

''میری والدہ کے بعد ام ایمن میری ماں ہیں''۔

(سیارہ ڈائجسٹ۔صحابیات نمبر ص ۱۵۳)

❁ حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی بہن تھیں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ اُن سے فرمایا:

''اُم ہانی بکری لے لو، یہ بابرکت جانور ہے۔''

امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کرنے لگیں:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اب بوڑھی ہوگئی ہوں، چلنے پھرنے میں کمزوری محسوس کرتی ہوں، کوئی ایسا وظیفہ بتا دیجئے جسے بیٹھے بیٹھے پڑھ سکوں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ایک سو مرتبہ سبحان اللہ ......۱۰۰ مرتبہ الحمد اللہ ......۱۰۰ مرتبہ اللہ اکبر ......۱۰۰ مرتبہ لا الہ الا اللہ...... کہہ لیا کرو۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فقہی مسائل اور قرآن کے مطالب ومفاہیم بھی دریافت کیا کرتی تھیں۔

(سیارہ ڈائجسٹ۔صحابیات نمبر۔ص ۲۷۶)

❁ حضرت جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بنومزنیہ سے تھا۔آپ ہجرت نبوی سے بہت پہلے اسلام لا چکی تھیں اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکثر ملنے آتی رہتی تھیں۔امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں لکھا ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے کئی سال بعد وہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ آئیں اور حضور صلی اللہ

بوڑھوں کا ادب واحترام

اسلام ہی وہ کامل واکمل دین ہے جس نے معاشرے کے ہر فرد کے حقوق و فرائض متعین کر دیئے ہیں اوران کی ادائیگی کو آپس میں ایسا لازم وملزوم ٹھہرا دیا ہے جس میں کہیں بھی ذراسی خامی پورے معاشرے کو ہلا کر رکھ دیتی ہے۔ اسلامی معاشرے میں بوڑھوں کوایک خاص مقام حاصل ہے، جس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

عن ابن عمر رضی الله عنه قال، قال رسول الله ﷺ اذا اتاکم کریم قومٍ فاکرموہ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی بزرگ آئے تو اس کی (خوب) عزت کرو''۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الادب۔ حدیث ۳۷۰۲)

عن ابی ھریرۃ رضی الله عنه قال، قال رسول الله ﷺ یسلم الصغیر علی الکبیر.

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''چھوٹا، بڑے کوسلام کرے''۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الاستیذان۔ حدیث ۶۲۳۴)

حدثنا مسدد حدثنا معتمر عن ابیه قال سمعت انسا رضی الله عنه قال: کنت قائماً علی الحي اسقیهم عمومتی وانا اصغرهم الفضیخ فقیل حرمت الخمر

خدا تیرا بھلا کرے، تجھے معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں؟ یہ وہ خاتون ہیں، جن کی شکایت کو اللہ نے ساتویں آسمان پر سُن لیا اور پھر سورۃ المجادلہ نازل فرمائی، اگر یہ (عورت) رات تک کھڑی رہتی تو میں بھی کھڑا رہتا اور صرف نماز کے لئے اس سے علیحدہ ہوتا اور پھر واپس آجاتا''۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

''ان کی بات تو ساتویں آسمان کے اوپر سنی گئی اور قرآن نازل ہوا۔ مجھ اللہ کے ناچیز بندے کو تو ضرور ان کی بات سننی چاہئے۔

(سیارہ ڈائجسٹ۔صحابیات نمبر۔ص ۲۰۵)

ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنے بوڑھے باپ کی شکایت کرنے لگا کہ وہ جب چاہتا ہے میرا مال لے لیتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باپ کو بلوایا۔ لاٹھی ٹیکتا ہوا ایک بوڑھا اور کمزور شخص حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بوڑھے سے تحقیق فرمائی تو اس نے کہنا شروع کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! ایک وقت تھا کہ یہ کمزور اور بے بس تھا اور میں طاقت ور تھا، میں مال دار تھا اور یہ خالی ہاتھ تھا۔ میں نے کبھی اس کو اپنی چیز لینے سے نہیں روکا۔ آج جبکہ میں کمزور ہو گیا ہوں اور یہ صحت مند وقوی ہے، میں خالی ہاتھ ہوں اور یہ مال دار ہے، اب یہ اپنا مال مجھ سے چھپا چھپا کر رکھتا ہے۔

بوڑھے شخص کی گفتگو سن کر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو مبارک بہہ نکلے اور (بوڑھے آدمی کے بیٹے سے) فرمایا:

''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے''۔

(خواتین کا اسلامی انسائیکلو پیڈیا:ص 203)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود تھے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شرفِ ملاقات حاصل نہ کر سکے۔ دراصل ان کی ایک

وقت جبرائیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! علی مرتضٰی تیز قدموں کے ساتھ جماعت کے لئے آ رہے تھے کہ راستہ میں ایک نصرانی بوڑھا مل گیا۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ یہ نصرانی ہے۔ انہوں نے اس کے بڑھاپے کی عزت کی اور اُس سے آگے نہ نکل کر اس کے حق کی حفاظت کی تو اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کو رکوع میں پکڑے رکھوں، یہاں تک کہ علی آپ کو فجر میں پالیں اور یہ بات اتنی تعجب خیز نہیں جتنی یہ بات تعجب خیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میکائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ سورج کو اپنے بازوؤں سے روکے رکھیں تاکہ سورج دیر تک طلوع نہ ہو سکے۔ یہ سورج کا روکنا علی کی وجہ سے تھا۔

(مواعظ حسنہ، ص ۲۱)

عن عبدالله بن عمر رضی الله عنه قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اخبرونی بشجرة مثلها مثل المسلم تؤتی اكلها كل حين باذن ربها ولا تحت ورقها فوقع فی نفسی النخلة فكرهت ان اتكلم وثم ابوبكر وعمر فلما لم يتكلما قال النبی صلى الله عليه وسلم: هی النخلة فلما خرجت مع ابی قلت يا ابتاه وقع فی نفسی النخلة، قال مامنعک ان تقولها؟ لو كنت قلتها كان احب الی من كذا كذا قلتُ: مامنعنی الا انی لم ارک ولا ابابكر تكلمتها فكرهتُ.

ترجمہ: ''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا: ''مجھے ایسے درخت کا نام بتاؤ جو انسان کی طرح ہے جب تک اللہ چاہے اس کا پھل آتا رہتا ہے اور اُس کے پتے بھی نہیں جھڑتے۔'' میرے دل میں آیا کہ ''کھجور'' ہے، لیکن ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی

غوطہ زن ہوئے تو انہوں نے سمندر کی گہرائی میں سفید موتی نما ایک گنبد دیکھا جو ہر طرف سے بند تھا۔ اس کا کوئی دروازہ نہ تھا۔ انہوں نے سلیمان علیہ السلام کو اطلاع دی۔ آپ نے اُسے نکالنے کا حکم دیا تو جنوں نے نکال کر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے تعجب سے اُسے دیکھا اور اللہ سے دُعا کی تو وہ گنبد پھٹا اور اس میں ایک دروازہ نکل گیا تو سلیمان علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک نوجوان اللہ کو سجدہ کر رہا ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ تم ملائکہ میں سے ہو یا جنات میں سے تو اُس نے جواب دیا میں انسان ہوں۔ سلیمان علیہ السلام نے اُس سے پوچھا تو نے یہ مرتبہ کیسے پایا۔ اس نے کہا والدین کے ساتھ حسن سلوک سے کیونکہ میری والدہ نہایت بوڑھی تھیں اور میں اُس کو اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر بدلتا اور لے کر چلتا تھا اور وہ میرے لیے دُعا کرتی تھی ''اے اللہ اس کو سعادت مند بنا اور میری وفات کے بعد اس کو ایسی رہائش عطا کر جو نہ زمین میں ہو نہ آسمان میں تو جب وہ مرگئی تو میں ساحل سمندر پر گھوم رہا تھا تو میں نے سفید موتی نما گنبد دیکھا جب میں اس کے قریب ہوا تو وہ میرے لیے کھل گیا میں اُس میں داخل ہوا تو وہ پھر اللہ کی قدرت سے بند ہو گیا۔

تو مجھے معلوم نہیں رہا کہ میں زمین میں ہوں یا ہوا میں یا آسمان میں اور اللہ تعالیٰ اسی میں مجھے رزق دیتا ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ اُس میں تیرے لیے رزق کیسے آتا ہے؟ اُس نے بتایا کہ جب مجھے بھوک لگتی ہے تو پتھر سے ایک درخت نکلتا ہے اور درخت سے پھل آتا ہے اور اس میں سے دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا پانی نکلتا ہے تو میں کھاتا پیتا ہوں۔ تو جب میں سیر ہو جاتا ہوں تو یہ سب کچھ غائب ہو جاتا ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ تجھے رات اور دن کی پہچان کیسے ہوتی ہے؟ اُس نے کہا کہ جب فجر طلوع ہوتی ہے تو گنبد سفید اور روشن ہو جاتا ہے اور جب سورج غروب ہوتا ہے تو گنبد میں اندھیرا چھا جاتا ہے تو اِس طرح مجھے رات اور دن کے بدلنے کا پتہ چلتا رہتا ہے۔ پھر اُس نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی

ترجمہ: ”جس نے اپنے والدین کی قبر کی زیادت کی یا اُن میں سے کسی ایک کی ہر جمعہ کو ایک مرتبہ تو اللہ اُس کی بخشش فرما دیتا ہے اور اُسے نیک لوگوں میں لکھ لیتا ہے“۔

(نوادرالاصول۔ص ۹۷)

شیخ مصلح الدین سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”کسی نوجوان کے پاس ایک ٹکہ تھا۔ ایک بوڑھے فقیر نے ایک ٹکے کی صدا لگائی تو اس نے وہ ٹکہ فقیر کو دے دیا۔ وہ نوجوان کسی جرم میں گرفتار ہو گیا اور اُس کو قتل کی سزا ہو گئی جب اُسے قتل کرنے لگے تو لوگ چھتوں اور دروازوں پر کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگے اور سپاہی بھی اِدھر سے اُدھر دوڑ رہے تھے۔ اُس بوڑھے فقیر نے جب نوجوان کو مقتل میں کھڑا دیکھا تو اُس کا جی بھر آیا کہ یہ تو وہی ہے جس نے اس کی حاجت پوری کی تھی۔ اب ہر صورت بچانا ہے۔ اس نے ایک چیخ ماری کہ لوگو! بادشاہ سلامت تو مر گئے اور ساتھ ہی افسوس سے ہاتھ ملنے لگا۔ سپاہی روتے ہوئے بدحواس ہو کر دربار کی طرف پیدل ہی دوڑ پڑے۔ دیکھا کہ بادشاہ تو تخت پر بیٹھا ہے وہ سمجھ گئے کہ بوڑھے نے فراڈ کیا ہے۔ جب واپس گئے تو نوجوان فرار ہو چکا تھا۔ انہوں نے بوڑھے فقیر کو پکڑ کر دربار میں پیش کیا۔ بادشاہ نے اُس بوڑھے فقیر سے پوچھا کہ تو نے میری موت کیوں مشہور کی جبکہ میں لوگوں کے حق میں اچھا ہوں اور پھر میرے بعد آنے والا نہ جانے لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کرے تو نے لوگوں کی برائی کیوں چاہی۔ بوڑھے فقیر نے جواب دیا کہ میں نے تو جھوٹ بولا ہے، اس سے آپ کی تو موت واقع نہ ہوئی مگر اس غریب کو زندگی مل گئی ہے جسے یہ لوگ قتل کرنے والے تھے۔ بادشاہ کو بوڑھے فقیر کا جواب اتنا پسند آیا کہ بجائے سزا کے اُسے انعام و کرام سے نوازا۔ دوسری طرف جوان بھاگا جا رہا تھا اُس سے لوگوں نے پوچھا تجھے تو پھانسی لگ رہی تھی تو کیسے چھوٹا تو اُس نے رازداری سے کہا ایک ٹکہ کے بدلے“۔

(بوستان اردو۔ص ۱۷۷)

بوڑھوں کی رائے

جب کوئی مشکل آن پڑے تو اس کے حل کے لئے مسلسل غور وفکر کرنا چاہیے اور پھر کسی صاحب عقل وفہم سے رائے لینی چاہیے اور اس رائے پر بھی بغیر سوچے سمجھے عمل نہیں کرنا چاہیے ہر آدمی کی رائے اس کے ذاتی تجربات کا نچوڑ ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ بوڑھے کی رائے جوان کی قوت وزور سے زیادہ بہتر ہے۔

(مخزنِ اخلاق۔ص۴۵۴)

☆ جب سکندر اعظم نے یونان کے شمالی علاقوں پر سخت مزاحمت کے بعد فتح حاصل کرلی تو اس کے سامنے مالِ غنیمت کے ساتھ قیدی بنائے گئے افراد کی قطاریں بھی لگائی گئیں۔ ان قیدیوں میں مفتوح علاقوں کے نامور ہنرمند، صاحب علم اور معزز شہریوں کی ایک جماعت پیش کی گئی۔ درباری منتظم نے ایک ایک کا تعارف سکندر اعظم کے سامنے بیان کیا اور ان کے علم وہنر کے نمونے رکھے اور فیصلے کا انتظار کرنے کیلئے ایک طرف کھڑا ہوگیا۔ اچانک اِن ہنرمندوں اور صاحب علم لوگوں کے مجمع کے عقب میں ایک ہلچل مچی اور ایک نحیف بوڑھا زخموں سے چور، بہتے لہو کی بوندیں زمین پر ٹپکاتے ہوئے سکندر اعظم کے روبرو کھڑا ہوگیا۔

درباری منتظم نے سکندر کے سوال سے پہلے ہی دربار کو آگاہ کیا کہ یہ بوڑھا ہمارے خلاف تحریک مزاحمت کا رزمیہ شاعر ہے۔ سامنے کھڑے اس کی قوم کے صاحبِ علم دانشوروں نے اس کی شاعری کو پاگل پن اور دہشت گردی کی تعلیم قرار دے کر اپنی محفلوں میں اس کی شرکت پر پابندی لگادی

گا۔لیکن یہ بے نام لوگ ہیں اور میں ایک زندہ حقیقت ہوں، آج کا عزم اور کل کا فخر۔ وہ تاریخ جسے امن کی سچائی اور فلاح کی داستان کہا جاتا ہے۔ آزادی کے چند لمحات غلامی کی صدیوں پر محیط زندگی سے بہتر ہیں۔ سکندر نے اشارے سے بوڑھے کو اپنے قریب لانے کو کہا، درباریوں نے اُسے بادشاہ کے روبرو کردیا۔سکندر نے پوچھا، کیا تو میری قوم کے جوانوں کو اپنے قریب لانے کو کہا، درباریوں نے اُسے بادشاہ کے روبرو کردیا۔ سکندر نے پوچھا، کیا تو میری قوم کے جوانوں کو اپنے گیت دے سکتا ہے۔ کیا زندگی کی قیمت پر عزم وہمت اور حوصلوں کو بڑھانے والے تیرے یہ اشعار ہماری تہذیب وثقافت کے نغموں میں ڈھل کر ہماری ترقی میں معاون ہوں گے، تاکہ جیو اور جینے دو کے اصول تیری زنجیروں کو کھول سکیں اور تو آزادی کے ساتھ گیت گانے لگے۔نہیں سکندر نہیں۔تم آزادی کے مفہوم سے واقف نہیں ہو کیونکہ تم سروں پر حکومت کرتے ہو دلوں پر نہیں۔

اب سکندر نے تلوار ہوا میں بلند کی اور گرج دار آواز میں مفتوحین سے پوچھا:

’’کیا چاہتے ہو تم لوگ۔ دربار میں موجود ہر غلام نے کہا، زندگی، ہاں۔ زندگی، سکندر اعظم آپ ہم کو فتح کر چکے ہیں مبارک ہو۔ سلامت ہو، ہمیں زندگی بخش دیں۔سکندر نے سپاہیوں کو اشارہ کیا فوجیوں نے سرعت سے تمام مفتوحین کے سرتن سے جدا کردیئے۔خون آلود فرش پر دو قدم اب بھی سکندر کی جانب بڑھ رہے تھے، مگر سکندر نے تلوار نیام میں رکھی اور کمانڈر کو حکم دیا کہ اس آزاد بوڑھے کو آخری سانس تک قید تنہائی میں رکھا جائے تاکہ یہ غلامی کی لذت سے آشنا ہوجائے۔

سکندر کے ساتھ ہی کھڑے ایک نوجوان درباری نے پوچھا، اے فاتح اعظم!

جوانانِ پیل افگنِ شیرگیر

ندانند دستان، روباہ پیر

ترجمہ: شیروں کو پکڑنے اور ہاتھیوں کو گرانے والے نوجوان ، بوڑھی لومڑی کے حیلے نہیں جانتے۔

خرد مند باشد جہاں دیدہ مرد

کہ بسیار گرم ازمودست و سرد

ترجمہ: جہاں دیدہ مرد عقل مند ہوتا ہے، کیونکہ بہت گرم سرد آزمائے ہوئے ہوتا ہے۔

جوانانِ شائستہ و بخت ور

زگفتارِ پیراں نہ پیچند سر

ترجمہ: لائق اور بانصیب نوجوان، بوڑھوں کی بات سے سرنہیں پھیرتے

اس حکایت میں شیخ سعدی نے بوڑھوں کو ببر شیر، تجربہ کار بھیڑیا، فنکار، بوڑھی لومڑی، عقل مند و چالاک اور سرد و گرم سے واقف قرار دیا ہے۔ گویا بوڑھے کی رائے وہ کام کرتی ہے جو نوجوان کی تلوار نہیں کرسکتی۔

(بہار بوستان۔ص ۱۲۳)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام کے آخری سفر سے واپس مدینہ منورہ کی طرف آرہے تھے کہ راستے میں ایک خیمہ دیکھا۔ سواری سے اُتر کر قریب آئے تو ایک بڑھیا نظر آئی تو آپ نے اُس سے پوچھا کہ عمر کا کچھ حال معلوم ہے؟ اُس نے کہا ہاں، شام سے روانہ ہو چکا ہے لیکن خدا اُسے غارت کرے، آج تک مجھے اس کے ہاں سے ایک دانہ تک نہیں ملا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اتنی دور کا حال عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کیونکر معلوم ہوسکتا ہے۔ بڑھیا بولی، اس کو رعایا کا حال معلوم نہیں تو خلافت کیوں کرتا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر پر رقت طاری ہوگئی اور بے اختیار آپ کے آنسو جھلک پڑے۔

(مجلّہ جہانِ چشت۔ص ۹۔مضمون مرادِ رسول، حافظ محمد ثانی)

طرح کا دوسرا نہ مل سکے اُس کو چھوڑنا عقلمندی نہیں ہے بیوی کو شوہر کی نافرمانی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اگر شوہر بھی نافرمانی پر اُتر آئے تو اُسے طلاق دے کر فارغ کرسکتا ہے جس کا پھر کوئی علاج نہیں۔

(بوستان اردو۔ص۲۰۲)

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ عراق و بغداد کے سفر سے واپس حرم مکہ لوٹے تو پہلے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تین دن قیام کیا جنہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو تین سو غلام، تین سو اعلیٰ کپڑوں کی خلعتیں اور ڈھائی ہزار دینار عطا کر کے مالا مال کیا اور کئی خراسانی گھوڑے اور مصری خچر بھی عطا کیے۔

حرم مکہ میں اطلاع پہنچ چکی تھی کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ آرہے ہیں۔ لوگ استقبال کیلئے آئے تو ایک بڑھیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو دکھائی دی۔ آپ فرماتے ہیں:

''بڑھیا نے مجھے گلے لگایا۔ پھر ایک اور بڑھیا نے بھی یہی کیا۔ میں اس بڑھیا کو خالہ کہا کرتا تھا۔ اُس نے مجھے گلے سے لگایا اور یہ شعر پڑھا:

ما امک اجناحت المنایا کل فواد علیک ام.

ترجمہ: موت تیری ماں کو بہا نہیں لے گئی، مامتا میں ہر دل تیرے لیے ماں ہے۔

یہ پہلا بول تھا جو ارض مکہ میں میں نے سنا۔ میں نے آگے بڑھنا چاہا تو بڑھیا بولیں، کہاں؟ میں نے کہا، گھر چلیں۔ بڑھیا نے جواب دیا:

''ہیہات! کل تو مکے سے گیا تھا تو فقیر تھا اور آج امیر بن کے لوٹا ہے تا کہ اپنے چچا کے لڑکوں پر گھمنڈ کرے''۔

میں نے کہا، پھر کیا کروں؟ بڑھیا بولیں:

''منادی کرا دے کہ بھوکے آئیں اور کھائیں۔ پیدل آئیں اور سواری لے جائیں۔ ننگے آئیں اور کپڑا پہن جائیں۔ اس طرح دنیا میں بھی تیری آبرو بڑھے گی اور آخرت کا ثواب اپنی جگہ رہے گا''۔

بوڑھوں کی فقہ

بڑھاپا ایک انسانی عارضہ ہے جو انسانی اعضاء کی کمزوری ونقص اور اُس کی زندگی کے اختتام کی طرف اشارہ ہے چونکہ رب العزت طاقتور ہے ہر قسم کے عیب ونقص سے پاک ہے ہمیشہ سے زندہ ہے اور رہے گا اس لیے اللہ کے لئے بوڑھے کا لفظ استعمال کرنا کفر ہے۔

(انوارالحدیث۔ص۹۰)

گاڑی اور سواری پر نماز پڑھنے کے لئے بڑھاپا بھی عذر ہے۔یعنی بوڑھا آدمی اگر بڑھاپے کی وجہ سے سواری سے اُتر نہ سکے تو وہ گاڑی یا سواری پر نماز پڑھ سکتا ہے۔ ورنہ عام حالات میں چلتی گاڑی میں نماز پڑھنا اور سواری پر فرض پڑھنا ممنوع ہیں۔ بوڑھا آدمی لاٹھی بغل میں لے کر سہارے سے نماز پڑھ سکتا ہے۔سلیمان علیہ السلام نے اپنی آخری نماز اِسی طرح سے پڑھی تھی۔

(بہارشریعت۔حصہ چہارم۔ص۱۹)

امام کا انتخاب کرتے وقت بھی بڑھاپے کو شریعت میں اہمیت دی گئی ہے۔ سب سے پہلے عالم، سنت سے زیادہ واقف، جس نے پہلے ہجرت کی ہے وہ امامت کے پہلے حق دار ہیں اگر ان کے اوصاف میں سب برابر ہوں تو پھر جس کی عمر زیادہ ہو وہ امامت کرائے گا۔

(بہارشریعت۔حصہ سوئم۔ص۱۱۶)

سورۃ البقرہ کی آیت نمبر۱۸۴ میں ہے:

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ.

ترجمہ کنزالایمان: ''اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا''۔

یعنی جو بوڑھا مرد یا بوڑھی عورت بڑھاپے کی کمزوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ

تمام علماء کا اتفاق ہے کہ قریب الموت بیمار یا بوڑھے کی طرف سے اور میت کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہے۔

(بہارشریعت۔حصہ ششم)

اگر عورت بوڑھی بھی ہو تو حج کے لئے اس کے ساتھ محرم کا ہونا لازم ہے۔

(بہارشریعت۔حصہ ششم)

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَایَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَمُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌلَّهُنَّ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌo

ترجمہ:"اور بوڑھی خانہ نشیں عورتیں جنہیں نکاح کی آرزو نہیں اُن پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے بالائی کپڑے اُتار رکھیں جبکہ سنگھار نہ چمکائیں اور اس سے بھی بچنا ان کے لئے اور بہتر ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔(سورۃ النور۔۶۰)

بڑھاپے کی وجہ سے نکاح سے مایوس بوڑھی خواتین کے لئے بہتر ہے کہ پردے میں رہیں، مگر اپنی ضرورت کے لئے اپنا چہرہ، بازوں کا کچھ حصہ، بال وغیرہ اگر کھلا رکھیں تو جائز ہے اگر برائی کا اندیشہ ہو تو یہ بھی اجازت نہیں ہے۔

اگر کوئی بوڑھی خاتون جنسی دلچسپی کا باعث ہو یا کم سن لگے تو اُس پر جوان عورت کی طرح پردہ واجب ہوگا"۔

(الجواہر۔باب الزوج)

پردہ جوانی اور بڑھاپا چھپانے کے لئے ہے صرف حسن و جمال چھپانے کیلئے نہیں ورنہ حسن و جمال کا اظہار بوڑھی عورت کو بھی منع ہے۔ جبکہ اُن کے لیے پردہ نہ کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

(سورۃ الاحزاب۔۵۳)

ولا بأس ان تخرج العجوزفی الفجر والمغرب والعشاء

نہیں ہے تو اُسے ختنہ کروانے کی حاجت نہیں ہے۔

(بہارشریعت۔حصہ شانزدھم۔باب ۳۶)

اگر کوئی بوڑھا ایسا ہو جس کی داڑھی ہی نہ آئی ہو اُس کے لئے وضو میں منہ (چہرے) کی جلد کا دھونا بالاتفاق فرض ہے۔

(فتاوی۔رضویہ ج۔ا۔ص ۲۶۷)

سے بھی کرو۔

بوڑھے نوکروں کو جو پینشن دی جاتی ہے اس کا ماخذ بھی یہ حدیث ہو سکتی ہے۔

شیخ سعدی کہتے ہیں:

رسم است کہ مالکان تحریر
آزاد کنند بندۂ پیر

اے بارِ خدا عالم آرا
برسعدی پیر خود بہ بخشا

(مرات۔جلد۵۔ص۱۷۱)

ایک مرتبہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بازار سے گزرتے ہوئے ایک بوڑھے یہودی کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا تو پوچھا! بھیک کیوں مانگتے ہو؟ اُس نے کہا ''مجھ پر جزیہ لگایا گیا ہے اور مجھ میں ادا کرنے کی استطاعت نہیں ہے۔ خلیفہ ثانی اُس کو ساتھ گھر لائے کچھ نقد عطا فرمایا اور بیت المال کے انچارج کو کہلا بھیجا کہ اس قسم کے معذوروں کے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔

پھر یہ آیت پڑھی:

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنَ.

ترجمہ: صدقہ وخیرات فقراء مساکین کے لئے ہے۔(سورۃ التوبہ)

اور یہ بھی فرمایا: ''اللہ کی قسم یہ انصاف ہرگز نہ ہوگا کہ ان لوگوں کی جوانی سے تو ہم فائدہ اُٹھائیں اور بڑھاپے میں ان کو نکال دیں۔''

(کتاب الخراج:ص۷۲)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیبر کی فتح کے موقع پر جو معاہدہ لکھا تھا اُس میں یہ الفاظ بھی شامل تھے۔

فجعلت لهم ايما شيخ ضعف عن العمل او اصابه اٰفة

اللہ سلامت رکھے تادیر، جب میں نے اپنی جوانی تیری خدمت میں صرف کردی اور اب بڑھاپے کے باعث میں کسی کام کاج کا نہیں رہا تو مجھے دربار کی حاضری سے محروم نہیں کرنا چاہیے''۔

اس حکایت کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی نوکر یا خادم بوڑھا ہو جائے تو اُسے معزول کر کے تباہ نہ کرو بلکہ معزول کرنا ضروری بھی ہو تو اس کی پینشن مقرر کردو تا کہ وہ بے روزگاری کا شکار نہ ہو۔

(بہار بوستان شرح۔ص۴۳)

نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص اونٹ کو لے جا رہا ہے جو بیمار ہے اور اس پر بہت بوجھ لدا ہوا ہے۔ آپ ﷺ اس شخص کے پاس گئے اور فرمایا:

''تو اپنے اونٹ پر رحم کر یہ بوڑھا ہے اور بیمار ہے''۔

(نبی کریم بطور رہبرِ تقویٰ:ص212)

مجاہد کی طرح لشکر اسلام میں شامل ہوئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی بحری بیڑے کو ہر طرح کے جنگی سازو سامان سے لیس کیا اور پھر یہ بحری بیڑا ہزاروں مجاہدین کو لے کر ساحل شام سے قسطنطنیہ پہنچا۔ وہاں کی آب و ہوا مجاہدین کو راس نہ آئی اور اکثر لوگ بیمار ہو گئے۔ حضرت ایوب بھی سخت بیمار ہوئے اور انتقال کر گئے۔ قسطنطنیہ کی دیوار کے سائے میں آپ کو دفنایا گیا اور اب تک ترکی حکومت ان کی قبر کی نگراں ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاشانہ اقدس پر رات بھر پہرہ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُعا دی تھی۔ ''اے ابوایوب! اللہ تمہیں اپنی حفظ وامان میں رکھے تم نے اُس کے نبی کی نگہبانی کی''۔

(سیارہ ڈائجسٹ، صحابہ کرام نمبر ص ۱۳۰)

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہالہ بنت وھب چچا زاد بہنیں تھیں۔ یوں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خالہ زاد بھائی بھی تھے چونکہ ابولہب کی لونڈی ثوبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تھا لہٰذا رضاعی بھائی بھی ہوئے۔

ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دارارقم سے کوہ صفا کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ ابوجہل، عدی بن حمرا اور ابن الاصدا بھی ادھر آ نکلے ابوجہل نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا دیکھا تو اول فول بکنے لگا۔ ساتھ ہی دین حق کے لئے بھی نازیبا کلمات کہے۔ آپ ﷺ نے نہایت بردباری اور صبر سے کام لیا اور خاموش رہے۔ بنو تمیم کے سردار عبداللہ بن جدعان کی لونڈی کوہ صفاء پر اپنے گھر سے سارا منظر دیکھ رہی تھی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکار سے واپسی پر اُس کے گھر کے پاس سے گزرے تو اُس نے اُن کو بتایا۔ ابوعمارہ! کاش تھوڑی دیر پہلے تم یہاں ہوتے تو دیکھتے کہ

پیش آیا تو آپ نے شیبہ، عقبہ، طیعمہ بن عدن اور اسود بن عبد الا سد بن بلال جیسے جنگجو سرداروں کے سر قلم کیئے۔ اسود بن عامر کو قیدی بھی بنایا اور مزید کئی مشرک ہلاک اور زخمی بھی ہوئے۔

شوال ۲ ھ ہجری میں غزوہ بنی قینقاع پیش آیا تو آپ ہی اسلامی فوج کے علمبردار تھے۔

۳ ھ ہجری میں غزوہ احد میں بھی حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوج کے ایک دستے کے افسر مقرر ہوئے اس غزہ میں آپ نے عثمان بن ابی طلحہ اور سباح بن عبد العزی جیسے سرداران مشرکین کو واصل جہنم کیا۔ آپ جنگ میں دو دستی تلوار چلا رہے تھے اور کہہ رہے تھے میں اللہ اور اللہ کے رسول کا شیر ہوں کہ اچانک سامنے سباع بن عبد العزیز آ گیا آپ نے فرمایا۔ عورتوں کا ختنہ کرنے والی ام نمار کے بچے۔ کیا تو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑنے آیا ہے۔ یہ کہہ کر اُس کی گردن اُڑا دی آپ لاشوں کے انبار لگا رہے تھے۔ دوسری طرف جبیہ بن مطعم کا حبشی غلام وحشی انتظار میں تھا کہ آپ زد میں آئیں تو وہ اپنا وار کر کے ان کا کام تمام کر دے، پھر اچانک آپ پھسل گئے اور پیٹھ کے بل زمین پر گر پڑے اور وحشی کو موقع مل گیا۔ اُس نے نیزہ پھینکا جو ناف سے ہوتا ہوا پیٹ کے اندر گھسا اور یوں آپ کی وفات ہوگئی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ ستر مرتبہ پڑھی گئی سب سے پہلے آپ کی نمازہ جنازہ ہوئی۔ پھر ایک ایک کر کے تمام شہداء کو آپ کے ساتھ رکھا گیا اور نماز پڑھی گئی۔ یہ فضیلت صرف حضرت حمزہ کو حاصل ہے۔ نماز جنازہ کے بعد آپ کے بھانجے عبد اللہ بن جحش کے ساتھ ایک ہی قبر میں دونوں کو اُحد کے میدان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اصابہ میں لکھا ہے کہ ۴۰ ہجری میں حضرت امیر معاویہ نے اُحد کی طرف سے نہر کھدوائی تو کھدائی کے دوران تمام شہداء کی

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھو صاحبہ ہیں۔ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ ان کے سوا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی پھوپھی نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ آپ نہایت بلند پایہ شاعرہ تھیں۔ نڈر شجاع، صابرہ اور اچھی ماں تھیں۔

غزوۂ احزاب (۵ھ ہجری) میں آپ کی عمر ۵۵ سال تھی۔ تمام عرب کے مشرکین و یہود نے ملکر مدینہ پر چڑھائی کر دی۔ مدینہ کے اندر بنو قریظہ کے یہود نے بھی غداری کی۔ تاہم مسلمان خواتین اور بچوں کو انصار کے ایک قلعہ فارع یا اطم میں منتقل کر کے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو نگران مقرر کر دیا۔ تمام صحابہ جہاد میں مشغول تھے۔ قلعہ تو مضبوط تھا مگر خطرے سے خالی نہ تھا۔ انہی دنوں ایک یہودی قلعے کی طرف آنکلا تا کہ قلعے کی جاسوسی کر کے نئی سازش تیار کرے۔ حضرت صفیہ نے اُسے دیکھ کر جان لیا کہ یہ کوئی جاسوس ہے جو قلعہ پر حملہ کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ انہوں نے قلعہ کے نگران حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ باہر جا کر یہودی کو قتل کر دیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں اس یہودی سے لڑنے کے قابل ہوتا تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (غزوہ میں) نہ ہوتا؟ یہ جواب سن کر وہ خود ہی اٹھیں اور خیمہ کی چوب اکھاڑ کر قلعے سے باہر آ گئیں اور یہودی کے سر پر اتنی زور سے چوٹ ماری کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ انہوں نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے کہا جاؤ یہودی کا سر کاٹ کر لے آؤ انہوں نے پھر عذر پیش کیا تو صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود ہی اس کا سر کاٹ کر قلعہ سے نیچے پھینک دیا۔

یہودیوں کو اندازہ ہو گیا کہ اندر بھی اسلامی فوج موجود ہے، لہٰذا نہیں حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور حضرت صفیہ کو ان کی اس بہادری پر مال غنیمت میں سے حصہ دیا گیا۔

غزوہ احد ۳ھ ہجری میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی ادنیٰ سی خلاف

اسلام یعنی مدینہ منورہ سے پیغام حق کی اشاعت ہونے لگی تو حضرت خنساء کے کان بھی ادھر متوجہ ہوئے اور پھر دل دھڑکنا شروع کیا۔ سعید فطرت تو تھیں ہی فوراً اپنے قبیلے کے چند لوگوں کو لے کر دربار رسالت میں آئیں اور اسلام قبول کرلیا۔ علامہ ابن اثیر اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی دیر تک ان کا فصیح و بلیغ کلام سنتے رہے۔ وہ سناتی جاتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے جاتے تھے شاباش اے خنساء!

آپ کی زبان نہایت پر تاثیر تھی۔ آپ نے اپنے قبیلے میں اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا تو بے شمار لوگوں نے ان کی تبلیغ سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔

حضرت خنساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ضعیف العمر خاتون ہونے کے باوجود جذبہ جہاد سے سرشار تھیں۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جنگ قادسیہ کا شمار نہایت خون ریز اور فیصلہ کن جنگوں میں ہوتا ہے۔ ایک طرف ایران کے دو لاکھ سورمے اور تین سو جنگی ہاتھی اور دوسری طرف تیس یا چالیس ہزار مجاہدین تھے۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا خود بوڑھی تھیں مگر ایمان جوان تھا۔ اپنے چاروں نوجوان بچوں کو جمع کیا اور ان سے خطاب یوں فرمایا:

میرے بچو! تم نے اپنی خوشی سے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی اللہ کی قسم! جس طرح تم ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے، اسی طرح تم ایک باپ کی اولاد ہو۔ نہ تمہارے باپ سے میں نے خیانت کی نہ تمہارے ماموں کو ذلیل و رسوا کیا۔ تمہارا حسب ونسب بے داغ ہے۔ سنو! جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر کوئی کار ثواب نہیں۔ آخرت کی دائمی زندگی دنیا کی فانی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔

کل صبح تم دشمن پر ٹوٹ پڑنا، اگر کامیاب رہے تو بہتر اور اگر شہادت نصیب ہوئی تو یہ اُس سے بھی بہتر کہ آخرت کی فضیلت کے مستحق ہو جاؤ گے۔

چاروں نے کہا: اماں جان! آپ ہمیں ثابت قدم پائیں گی۔

لا اله الاالله محمد الرسول الله.

اور ساتھ ہی اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی ۔ وہ پاکستان میں مرنے والا پہلا شخص بلکہ بوڑھا مجاھد تھا۔

(روزنامہ خبریں۔آتش فشاں ۔منیر احمد منیر۔ ۱۷اگست ۲۰۰۸ء)

کھیل میں مشغول رہا؟ وہ سفر کب پورا کرے گا؟ ان میں سے ایک جوان چونکا اور کہا ساتھیو! یہ بزرگ ہم کو نصیحت کرتے ہیں پھر وہ تائب ہوا اور جوئے سے باز آ گیا۔

(تازیانہ شیطان، ص ۱۲۵)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا اصل نام بر بریا جندب تھا گہرا سانولا بدن اور طویل القامت تھے۔اسلام لانے کے وقت آپ کی داڑھی اور سر کے بال سفید ہو چکے تھے وہ کئی دنوں سے مکہ میں کسی کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ کی گلیوں میں گھومنے کا مقصد پوچھا تو سنتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو بارگاہ رسالت مآب میں لے آئے چہرہ انور دیکھتے ہی عقیدت ومحبت سے سلام کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس گلاب کی طرح کھل اُٹھا اور ارشاد فرمایا "آسمان کسی ایسے شخص پر سائیہ فگن نہیں ہوا اور زمین نے کسی ایسے شخص کو کندھوں پر نہیں اُٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچی زبان رکھتا ہو"۔

بے تابانہ عرض کی! یارسول ﷺ مجھے اپنی دعوت کی تفصیل بتایئے۔آپ کا انداز بیان اور ابوذر کا جوش ایمان قابل دید تھا۔

ارشاد ہوا: ابوذر اپنے قبیلے میں واپس جاؤ اور اُسے توحید کی دعوت دو جب دعوت حق پھیل جانے کی اطلاع ملے پھر تم یہاں چلے آنا لیکن ابھی مکہ میں تم بھی اپنا اسلام پوشیدہ رکھو۔

عرض کی: یارسول اللہ! خدا کی قسم آپ مجھے اجازت دیں میں مکہ میں اپنے اسلام کا اعلان کر کے ہی جاؤں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ابوذر کعبۃ اللہ کے پاس مشرکین کے مجمع میں گئے اور بلند آواز سے کہا:

لوگو! اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔

ہےتو خیانت ہےاور اگر اس پر اپنا مال خرچ کر رہے ہوتو اسراف ہے)

تقدم فی الاسلام ،محبت رسول ،قرآن وحدیث سے شفقت ،فقر وزہد ایثار وقناعت ،تقویٰ وتوکل ،تبلیغ وارشاد اور حق گوئی وبے باکی ان کی سیرت کے نمایاں اوصاف ہیں۔

صحابہ کرام آپ کو خیر الامہ عبداللہ بن مسعود کے برابر کا عالم مانتے تھے آپ نے ۱۲۸۱ احادیث روایت کی ہیں گوشہ نشینی کی وجہ سے ایک دفعہ ابوذر مدینہ کی ایک مسجد میں لیٹے ہوئے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا۔ابوذر !اگر کبھی ایسا وقت آیا کہ تم اس مسجد سے نکالے جاؤ تو کیا کرو گے؟

عرض کیا : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں چلا جاؤں گا یا اپنے گھر بیٹھ رہوں گا۔

فرمایا: اگر وہاں سے بھی نکالے گئے تو پھر کیا کرو گے۔

عرض کیا۔تلوار نکال لوں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تین بار فرمایا۔اللہ تمہیں بخشے ۔تلوار نہ نکالنا بلکہ صبر سے کام لینا اور جہاں تمہیں جانے کو کہا جائے چلے جانا ۔ (آخر دم تک عمل کیا)۔

شیخ سعدی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں:

کوئی شخص کسی گناہ کا مستقل عادی تھا۔اس کو گناہ کرتے ہوئے ایک بزرگ نے دیکھ لیا تو وہ شرمندگی سے پسینہ پسینہ ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا اور کہنے لگا بہت برا ہوا کہ محلے کے بزرگ سے یوں شرمندگی اُٹھانا پڑی ۔اُس بوڑھے بزرگ نے یہ بات سنی تو کہا اے نوجوان تجھے اپنے آپ سے اور اپنے خدا سے تو شرم نہیں آتی جو ہر جگہ حاضر وناظر ہے مجھ سے شرم کھانے کا کیا مطلب ہے ؟ خدا کے سوا تجھے کوئی بھی نفع نہیں پہنچا سکتا اس لئے اس کی

بوڑھوں کی گمراہی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ کَذَالِکَ جَعَلْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَۃٍ اَکٰبِرَ مُجْرِمِیْھَا لِیَمْکُرُوْا فِیْھَا وَمَایَمْکُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِھِمْ وَمَایَشْعُرُوْنَo

ترجمہ: ''اوراسی طرح ہم ہر بستی میں وہاں کے رئیسوں (بڑے بوڑھوں) ہی کو جرائم کا مرتکب بنایا تاکہ وہ لوگ وہاں فریب کریں اور وہ لوگ اپنے ہی ساتھ فریب کررہے ہیں اوران کوذرا خبر نہیں ہے''۔(سورۃ الانعام: آیت 123)

یہاں ''اکابر'' سے مراد کافروں اور فاسقوں کے سرغنے، کھڑپینچ اور عمر رسیدہ بوڑھے لوگ ہیں کیونکہ یہی لوگ انبیاء اور دعوت حق کی مخالفت میں آگے آگے ہوتے ہیں باقی عام لوگ تو انہی کی پیروی کرنے والے ہوتے ہیں۔اس مفہوم کوسورۂ سبا میں آیت نمبر۳۱ تا ۳۳، سورۃ الزخرف میں آیت نمبر۲۳ اور سورہ نوح میں آیت نمبر۲۲ میں بیان کیا گیا ہے۔

عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرء والنجم فسجد فیھا وسجد من کان معه غیر ان شیخامن قریش اخذ کفامن حصی اوتراب فرفعه الی جبھة وقال یکفینی ھذا قال عبداللہ فلقد رائیته بعد قتل کافرا.

ترجمہ: حضرت ابن مسعودرضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ النجم پڑھی تواس میں آپ نے سجدہ کیا اورآپ کے ساتھ جو تھے انہوں نے بھی سجدہ کیا۔ ایک قریشی بڈھے کے سوا۔جس نے مٹھی بھر کنکر یا مٹی اٹھا کر پیشانی سے لگالی اور بولا مجھے یہی کافی ہے۔عبداللہ فرماتے ہیں میں نے بعد میں اُسے دیکھا کافر مارا گیا (اپنے تکبر کی

دی اور اللہ کا حکم سنایا کہ آج کی رات ہجرت کی رات ہے۔

(ایضاً ص۸۹)

جنگ بدر کے دن جب کافروں کا لشکر مسلمانوں سے لڑنے کیلئے نکلا تو راستے میں شیطان ایک بوڑھے شخص کی صورت میں ملا اور کہنے لگا۔ میں بھی مسلمانوں کا دشمن اور جنگ کا بڑا ماہر ہوں اور تمہاری حمایت میں نکلا ہوں۔ ان کو ہمت دلاتے ہوئے بولا: آج کوئی مسلمان تم پر غالب نہ ہوگا۔ خوب ابھارا میں بھی تمہارا حمایتی ہوں۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو آسمان سے فرشتے نازل ہونے لگے۔ وہ دیکھ کر کافروں کو وہیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔

(سورۃ الانفال: آیت ۴۸۔ تازیانہ ص ۹۲)

ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان کی طرف نکلے تو ابلیس لعین ایک بوڑھے اور کانے شخص کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس کی اچھی آنکھ کی درازی اُس کی ناک کی درازی کے برابر تھی۔ اُس کے سر پر تاج تھا۔ جس پر گل زینت جواہر وغیرہ آویزاں تھے۔ اُس کی کمر میں پٹکا بندھا ہوا تھا۔ جس پر ایک رسی تھی اور اُس کے ہاتھ میں گٹھی تھی۔

اُس نے کہا السلام علیکم یا محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہیں دیا۔

ابلیس نے پھر کہا۔ سلام اللہ علیکم۔

سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سلام خدا کی طرف سے ہے تیری جانب سے نہیں۔ لیکن تو خدا کا دشمن ہے اور اپنا بھی دشمن ہے یوں بات چیت اور سوال وجواب شروع ہوگئے۔ تو شیطان نے کہا۔ میں آپ کی امت کے بعض افراد کو ایسا حکم دوں گا۔ جو ان کے اعمال کو تباہ کردے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو ان کو کس چیز کا حکم دے گا؟

بوڑھا خاموش ہوگیا اور بغلیں جھانکنے لگا۔آپ کے پاس ایک وفد آیا جس کی قیادت ایک بوڑھا کر رہا تھا اور معجزہ طلب کیا نبوت پر اور وعدہ کیا کہ ہم ایمان لائیں گے اُس نے آسمان کی طرف دیکھا تو آپ سمجھ گئے کہ بارش کا موسم نہیں مگر بارش کا معجزہ چاہتا ہے۔آپ نے دعا کی۔اگلے دن عین دوپہر کے وقت جانے کہاں سے بادل آئے اور جل تھل کر گئے مگر وہ بوڑھا ایمان لانے سے محروم رہا۔

پھر جب اہل بابل پر جہاد کے ذریعے غلبہ پایا تو فرمایا میں وہی ادریس ہوں، جسے تم نے بابل سے مصر کی طرف ہجرت پر مجبور کر دیا تھا۔اب بتاؤ کیا سلوک کروں۔

وہی بوڑھا جو وفد لے کر آیا تھا۔آگے بڑھا اور بولا آپ اسی زمین کے فرزند ہیں۔آپ سے نیک سلوک کی امید ہے۔

(سیارہ ڈائجسٹ انبیاء نمبر ص ۴۱)

اسود بن عبدالمطلب یہ بنواسد قبیلے کا بوڑھا سردار تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا دشمن تھا۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں دیتا اور رمذاق اڑاتا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیلئے بددعا بھی کی تھی کہ ''اے اللہ! اس کو اندھا اور بے اولاد کر دے''۔

ولید بن مغیرہ بنی مخزوم کا بڈھا سردار تھا۔ عاص بن وائل بن سہم کا عمر رسیدہ گھوسٹ سردار تھا۔حارث بن طلحہ بن خزاعہ کا بوڑھا گھاگ سردار تھا اور اسود بن عبد یغوث جیسا بوڑھا شیطان بھی ان کے ساتھ تھا۔ یہ پانچ بوڑھوں کا گروپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ایذارسانی، بدکلامی اور تمسخر وتبختر کا نشانہ بناتا تھا۔ان کی گمراہی اور شرارتوں کی وجہ سے ان کے قبائل کے عام لوگ بھی ذلت وکمینگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انتہائی ذلیل وکمینہ پن کی حرکتیں کرتے رہتے تھے۔

ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف میں طواف کر رہے تھے کہ یہ پانچوں موذی بڈھے وہاں جمع ہوگئے تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھیڑ چھاڑ کریں۔اسی وقت جبرائیل علیہ السلام کو اللہ کریم نے بھیجا۔جیسے ہی اُن بڈھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے کہا: ’’بچے میں اگر تمہیں بتادوں کہ Paraclete کون ہے تو اس عیسائی دنیا میں نہ تم رہ سکو گے نہ میں‘‘۔

نوجوان نے کہا۔ بابا آپ اگر مجھے بتادیں تو میں وعدہ کرتا ہوں میں آپ کی اجازت کے بغیر کسی کو یہ راز نہ بتاؤں گا۔

بوڑھے پروفیسر نے کہا! یہ لفظ مسلمانوں کے رسول کے نام احمد کے برابر کا لفظ ہے۔

نوجوان پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ اس کا جسم ٹھنڈا ہو گیا، کیونکہ وہ پروفیسر کی اطلاع پر پورے صدق دل سے اعتبار کرتا تھا۔ دوسری طرف اپنے بچپن سے اب تک کی تعلیم کو بے کار جاتے دیکھ کر اس کی آنکھوں کے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا۔ وہ چلا اُٹھا اگر یہ سچ ہے تو آپ نے اسلام قبول کیوں نہیں کیا؟

اُس نے جواب دیا بیٹا میں اتنا بوڑھا اور ضعیف ہو چکا ہوں کہ اول تو مسلمانوں کے علاقہ میں جانے کی مجھ میں ہمت نہیں اور اگر میں کسی طرح وہاں پہنچ بھی گیا تو مسلمان مجھے یہ نام، شہرت، یہ مقام یہ سہولتیں جو مجھے یہاں میسر ہیں نہیں دیں گے بلکہ کہیں گے: ’’ٹھیک ہے تم نے اپنی آخرت درست کر لی‘‘۔ مجھ میں سخت زندگی بسر کرنے کی ہمت نہیں۔

نوجوان نے بے چینی سے پوچھا ’’میرے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟‘‘۔

پروفیسر نے کہا ’’تم کو مسلمانوں کے پاس جلد چلے جانا چاہیے۔ نوجوان اُسی وقت یونیورسٹی چھوڑ کر گاؤں چلا گیا۔ چھ ماہ مزید نہایت اذیت ناک کشمکش میں گزارے چھ ماہ مزید سرحد میں گزارے۔

آخر فیصلہ کیا جو بھی ہو سو ہو۔ مجھے حق کی طرف چلنا چاہیے۔ چنانچہ وہ خلیفہ وقت کے پاس پہنچا اور گزارش کی کہ میں فلاں یونیورسٹی کا طالب علم ہوں مگر میری علمی صلاحیتوں کی دھوم ساری عیسائی دنیا میں ابھی سے مچ گئی ہے۔ عیسائی لوگ سمجھتے ہیں کہ

امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ اہل کوفہ نے امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عدالت میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (جو کوفہ کے حاکم مقرر ہوئے تھے) کی شکایت کی، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان کی جگہ کوفہ کا حاکم عمار رضی اللہ عنہ کو مقرر کر دیا۔ اہل کوفہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت یہاں تک کی تھی کہ وہ نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھاتے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور پوچھا:

''اے ابو اسحاق! (یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت تھی) یہ کوفہ والے شکایت کرتے ہیں کہ آپ اچھی طرح نماز نہیں پڑھا سکتے؟ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

''اللہ کی قسم! میں انھیں رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھایا کرتا تھا، ان میں کسی قسم کی کمی نہیں کرتا تھا۔ عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت لمبی کرتا ہوں اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتا ہوں''۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:''

''اے ابو اسحاق! آپ کے بارے میں میرا یہی گمان ہے''۔

پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک آدمی کوفہ روانہ کیا۔ اس آدمی نے ساری مسجدوں میں گھوم پھر کر اہل کوفہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا اور سبھی نے ان کے متعلق تعریفی کلمات کہے، لیکن بنو عبس کی مسجد میں ابو سعدہ اسامہ قتادہ نامی ایک شخص نے (پوچھنے والے فرستادہ/ قاصد سے) کہا: ''جب آپ ہمیں قسم دیتے ہیں تو ہماری شکایت ہے کہ سعد جنگ میں نہیں جاتے تھے، مالِ غنیمت برابر تقسیم نہیں کرتے تھے اور انصاف

بوڑھوں میں لالچ

عن انس رضی اللہ عنہ قال ،قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یھرم ابن آدم ویشب منہ اثنان الحرص علی المال والحرص علی العمر.

(بخاری ومسلم بحوالہ انوار الحدیث :ص ۴۳۰)

ترجمہ:''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی بوڑھا ہوتا ہے اور دو باتیں اُس کی جوان ہوتی ہیں مال کا لالچ اور عمر کی زیادتی''۔

شیخ مصلح الدین سعدی رضی اللہ عنہ ایک نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:''عقلمند لوگ دیر دیر میں کھاتے ہیں تاکہ ہضم ہوجائے اور عبادت گذار آدھی بھوک تاکہ عبادت میں خلل نہ پڑے اور پرہیزگار اتنا جس سے زندگی باقی رہے اور جوان اُس وقت تک کھاتے ہیں جب تک کھانے کا برتن آگے سے نہ اٹھالیا جائے اور بوڑھے اس وقت تک کھاتے رہتے ہیں جب تک پسینہ پسینہ نہ ہوجائیں لیکن قلندر اتنا کھاتے ہیں کہ معدہ میں سانس لینے کی جگہ باقی نہیں رہتی اور دسترخوان پر ایک آدمی کی خوراک بھی باقی نہیں رہتی ہے۔

اسیر بند شکم رادو شب نگیر د خواب
شبے زمعدہ سنگی شبے زدل تنگی

ترجمہ: پیٹ کے بندے کو دو رات نیند نہیں آتی ایک رات بھوک کی وجہ سے اور ایک رات زیادہ کھالینے کی بناء پر۔

(گلستان اردو۔ پند نمبر ۵۰ ص ۳۱۵)

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن طہارت کے لئے دریائے دجلہ پر

کوئی اعتبار نہیں، شہزادوں کی طرف سے خطرہ ہے کہ وہ اپنی بہنوں کو مقرر شدہ حصہ نہیں دیں گے، اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ جیسے متقی اور دین دار کے پاس کچھ ہیرے جواہرات اور نقدی جمع کروادوں تاکہ اگر میرے مرنے کے بعد شہزادے اپنی بہنوں کو ورثے میں حصہ نہ دیں تو آپ اس وقت لڑکیوں کی مدد کرسکیں اور انھیں یہ امانت دے دیں۔ آپ اس کام کے لئے وسیع تہہ خانہ بنوائیں اور میرے اور آپ کے اور اس علاّم الغیوب کے سوا جو دلوں کے تمام حالات جاننے والا ہے اور کسی کو اس کی خبر نہ ہو۔ سلطان نے بوڑھے قاضی کو دوسو دینار تہہ خانہ بنوانے کے لئے بھی دیے۔

قاضی صاحب دل میں خوش ہوکر رخصت ہوئے کہ بڑھاپے میں اللہ نے سنی۔ اس قدر مال مفت ملنے لگا ہے کہ جس کی کبھی توقع بھی نہ ہوسکتی تھی۔ بیس ہزار دینار بھی گھر بیٹھے مل گئے۔ اور عضدالدولہ کے مرنے کے بعد یہ جواہرات اور خزانہ بھی سب میرا ہی ہے، نہ کوئی دستاویز ہے نہ کوئی گواہ۔

تہہ خانہ تیار کرواکر بوڑھے قاضی نے عضدالدولہ کو اطلاع دی۔ سلطان نے ایک سو چالیس صندوق دیناروں سے بھرے۔ چند پیالیوں میں لعل و یاقوت اور فیروزے بھر کر خزانے میں پہلے ہی رکھوالیے تھے۔ بوڑھے قاضی کو بلواکر یہ خزانہ دکھایا۔ بوڑھا قاضی یہ دیکھ کر نہال ہوگیا۔ سلطان نے کہا:

''آج رات تک یہ امانت پہنچ جائے گی''۔

یہ کہہ کر اس کو رخصت کردیا۔

اس کے بعد اس مظلوم کو بلوایا اور کہا:

'' آج بوڑھے قاضی کے پاس جاکر سختی سے اپنے دیناروں کا تقاضا کرو، اگر وہ نہ مانے تو کہو، سلطان سے کہہ دوں گا جو آپ کی عزت خاک میں ملادے گا اور مجھے میرا مال بھی دلوادے گا''۔

وہ شخص گیا اور بوڑھے قاضی سے سختی سے تقاضا کرنے لگا۔ قاضی نے سوچا کہ

بوڑھوں کی توبہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ بوڑھے ہو چکے تھے اور بڑھاپے میں ہی اسلام لائے تو ایک دن اپنی گذشتہ زندگی کو یاد کر کے رو رہے تھے کہ نہ جانے اللہ تعالیٰ میرے سابقہ گناہ معاف کرے گا یا نہیں ۔رسول اللہ علیہ وسلم کو ان کے رونے کا پتہ چلا تو ان کو بلایا اور رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔

جب انہوں نے وجہ بیان کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صلاۃ التسبیح تعلیم فرمائی اور فرمایا سمندر کی جھاگ برابر بھی گناہ ہوں گے تو اللہ معاف فرما دے گا۔

(سنن ابوداؤد۔باب صلاۃ التسبیح)

خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک شخص نے گانا گانے کو اپنی روزی کا ذریعہ بنا رکھا تھا ساری زندگی چھپ چھپ کر گاتا رہا اور کماتا رہا۔ اچانک بڑھاپا آ گیا آواز میں وہ جادو اور جسم میں وہ دم نہ رہا۔فاقوں پر فاقے ہونے لگے۔ ایک دن شکستہ قدم اور بوسیدہ جسم کے ساتھ جنت البقیع میں ایک جھاڑی کی اوٹ میں اپنے رب کو یوں پکارنے لگا۔اے اللہ تو جانتا ہے میں ناتواں ہوں ،کمزور ہوں بے شک تیرا نافرمان ہوں لیکن بندہ تو تیرا ہی ہوں ۔اے اللہ!تو میری تمام حاجتوں سے واقف ہے۔میری تمام حاجتیں پوری فرما۔دعا کے بعد زور سے آواز لگائی۔

قریب ہی مسجد میں خلیفہ المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے صدا سنی تو جان گئے کہ کوئی اللہ کا بندہ ضرورت مند ہے جو صدائیں لگا رہا ہے۔ آپ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور ننگے پاؤں ہی جنت البقیع کی طرف چل پڑے۔کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بوڑھا آدمی جھاڑی کے پیچھے بیٹھا اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہے۔

آپ جب اُس کے قریب ہوئے تو وہ آپ کو دیکھتے ہی بھاگنے لگا۔سیدنا عمر

قطعہ

کوس رحلت بکوفت دست اجل
اے دوچشم و داغ سر بکنید

اے کف دست و ساعد و بازو
ہمہ تودیع یک دگر بکنید

برمن او فتادہ دشمن کام
آخر اے دوستاں گزر بکنید

روزگارم بہ شد بنا دانی
من نہ کردم شما حذر بکنید

یعنی موت کے ہاتھوں نے کوچ کا نقارہ بجا دیاہے ۔اے میری دونوں آنکھوں !سر کو رخصت کرو۔اے ہاتھ کی ہتھیلیوں !پہو نچو !بازوؤ !سب ایک دوسرے کورخصت کرو۔دوستو !مجھے دیکھو اورعبرت حاصل کرو ۔میر ساری عمر نادانی میں گزرگئی اورمیں نے گناہوں سے پرہیز نہیں کیا،تم ضرور گناہوں سے بچنا''۔

(گلستان اردو۔حکایت نمبر۸ص۵۶۷)

اس حکایت کا مطلب یہ ہے کہ اگرکوئی بادشاہ بھی ہےتو آخری عمر میں اس کو بھی ملک گیری کی ہوس چھوڑ دینا چاہیےاورآخرت کی طرف توجہ کرنا چاہیے۔

شیخ سعدی لکھتے ہیں۔

''بوڑھی زانیہ اگر بڑھاپے میں بھی بدکرداری سے توبہ نہیں کرے گی تو کیا کرے اوراگر معزول کوتوال ظلم سےتوبہ نہ کرےتو کیا کرے''۔

بیت

جوان گوشہ نشین شیر راہ خداست
کہ پیر خود نتواند ندز گوشہ برخاست

کر فقیر کو اتنی ہی زیادہ حسرت ہوتی ہے۔ کسی کے پچاس درہموں میں سے پانچ گر جائیں تو اسے کافی صدمہ ہوتا ہے لیکن تیری پچاس سالہ عمر برباد ہوگئی تجھے کچھ بھی افسوس نہیں ہوتا اور تو باقی ماندہ پانچ دن کی قدر نہیں کرتا۔ مردے اگر بول سکتے ہوتے تو وہ رو رو کے کہتے کہ اے زندہ آدمی جب تیری زبان چلتی اور ہونٹ حرکت کرتے ہیں تو پھر تو مردوں کی طرح ذکر الٰہی سے غفلت نہ کر ساری زندگی تو برباد ہوگئی۔ لیکن تجھے تو ذکر و فکر کر کے اپنی باقی ماندہ عمر سے فائدہ اٹھا لینا چاہیے۔

(بوستان اردو ص ۳۹۵)

۲۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں۔

ہم چند نوجوان دوست ایک رات جوانی کی ترنگ اور نعمتوں کی خوشی میں راگ رنگ کی محفل لگا بیٹھے پھولوں کی طرح ہنسنے اور بلبل کی طرح گانے لگے اور اپنی آوازوں سے محلے میں شور برپا کردیا۔ ایک بوڑھا آدمی ہم سے ذرا دور بیٹھا تھا۔ جس کے بال دن کی طرح سفید ہو چکے تھے۔ وہ بالکل خاموش تھا عناب کی طرح اس کے ہونٹ بند تھے، ایک نوجوان نے اس سے کہا: اے بوڑھے! آدمی تو بھی کھڑا ہو اور جوانوں کے ساتھ رقص میں شامل ہو جا۔ اس نے گریبان سے سر نکالا اور نہایت بزرگانہ جواب دیا کہ بادِ صبا چلے تو جوان اور سرسبز درخت جھوما کرتے ہیں۔ جو کی طرف دیکھو جب تک سرسبز ہوتے ہیں جھومتے اور لچکتے ہیں۔ زردی آجائے تو کٹ کے گر جاتے ہیں باد بہاری سے بید مشک میں پھل آتا ہے لیکن پرانے درختوں کے صرف پتے جھڑ جاتے ہیں ان پہ بہار نہیں آتی۔ میرے رخسار بھی سفید ہوگئے ہیں۔ اب مجھے جوانوں کے ساتھ جھومنا زیب نہیں دیتا۔ میری عمر لمحہ بہ لمحہ گھٹتی جا رہی ہے۔ عیش و عشرت کے دستر خوان پہ اب جوانوں کی باری

۳۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

ایک بوڑھا شخص چیختا چلاتا طبیب کے پاس آیا لگتا تھا کہ یہ ابھی مرجائے گا۔ کہنے لگا:'' حکیم صاحب !میری نبض دیکھو کہ میرے پاؤں حرکت نہیں کرتے ،میرا جسم ایسا سن اور بے حس ہو چکا ہے، جیسے کوئی شخص دلدل میں دھنس گیا ہو''۔حکیم نے کہا تو مرنے کی تیاری کرلے کہ تیرا مرض بڑھاپا ہے جولاعلاج مرض ہے ۔جب کسی کی عمر چالیس سال ہوجائے تواسے حرص و ہوا چھوڑ دینی چاہیے ،جیسے ڈوبا ہوا آدمی ہزار ہاتھ پاؤں مارے،لیکن اس کے لئے بیکار ہے۔ جب سر کے بال سفید ہونے لگے تو میرا عیش ونشاط اسی وقت رخصت ہوگیا تھا بوڑھے آدمی کو ہوس بازی وشہوت رانی کا خیال دل سے نکال دینا چاہے کیونکہ اس کے لئے اب ایسی باتوں کا موقع نہیں رہا ۔اس شخص کا دل سبزہ زارمیں تازہ نہیں ہوسکتا ۔بڑھاپے کی وجہ سے جس کا دل سفید ہو چکا ہو۔ہم جس طرح سیر وتفریح کرتے ہوئے لوگوں کی قبروں پہ گزرتے ہیں ایک وقت آئے گا کہ اسی طرح کچھ لوگ ہماری قبروں پر گذرا کریں گے حالانکہ وہ ابھی پیدا ابھی نہیں ہوئے ۔بڑے افسوس کی بات ہے کہ جوانی کا دور ختم ہوگیا اور عیش وعشرت میں زندگی برباد کرلی ۔ہائے افسوس !ایسا اچھا زمانہ ہمارے اوپر ایسے گزرگیا جیسے یمن کی طرف چمکنے والی بجلی جو آناًفاناً ختم ہوجاتی ہے، مجھے تو اسی جھنجھٹ نے فکر دین سے دور رکھا کہ پہنوں گا کیا اور کھاؤں گا کیا؟ ۔افسوس کہ ساری عمر باطل میں مشغول رہ کر حق سے غافل اوردور ہوگئے ۔ ایک استاد نے شاگردوں سے کہا کہ ہم ابھی کام کرنے کے متعلق سوچ ہی رہے تھے کہ زندگی ختم ہوگئی یعنی بڑھاپے تک آرزوؤں اور منصوبہ بندیوں کے گرفتار رہےاور کیا کرایا کچھ نہیں۔

(بوستان اردو ص ۳۹۹)

بوڑھے کا شوق علم

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو علم حاصل کرنے کا نہایت شوق تھا۔ آپ نے نبی علیہ السلام کے سامنے ہی پورا قرآن حفظ کرلیا تھا آپ سے ایک سو پچاس احادیث مروی ہیں۔صحابہ وتابعین کی ایک بڑی تعداد آپ کی شاگرد ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں صحابی رسول عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ مصر میں مقیم تھے۔حضرت ابوایوب کو معلوم ہوا کہ وہ ایک ایسی حدیث بیان کرتے ہیں جوانہوں نے نہیں سنی تھی لہٰذا صرف ایک حدیث رسول کی سماعت کے لئے ضعیف العمری میں مدینۃ النبی ﷺ سے مصر کے طویل اور پر صعوبت سفر پر روانہ ہوگئے۔مصر پہنچتے ہی پہلے حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے وہ میزبان رسول سے مل کر بہت خوش ہوئے اور بڑھاپے میں سفر کی زحمت کا مقصد معلوم کیا۔فرمایا حدیث سننے آیا ہوں !عقبہ کے مکان کا پتہ بتاؤ۔عقبہ کے پاس گئے حدیث سنی اور شکریہ ادا کرتے ہوئے اونٹ پر سوار ہوکر عازم مدینہ منورہ ہوگئے۔

(سیارہ ڈائجسٹ،صحابہ نمبرص ۱۳۶)

حکیم فیثا غورث کہتے ہیں کہ کوئی بوڑھا شخص علم حاصل کرنے سے نہ گھبرائے کیونکہ وہ ایک عام بچے سے بڑا عالم بن سکتا ہے۔

اہانت ہوئی تھی اور انہیں عدالت طلب کیا گیا تھا انہوں نے ہاتھ آسمان کے طرف بلند کر کے دعا مانگی۔

اللهم ان كانت كاذبة فعم بصرها واقتلها فى ارضها.

ترجمہ: اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر دے اور اس کو اس کی زمین میں ہلاک کر دے"۔

چنانچہ مرنے سے پہلے وہ عورت اندھی ہوگئی ایک دن اپنی اس زمین پر پھر رہی تھی کہ اچانک ایک گڑھے میں گر کر مرگئی۔

(سنہرے فیصلے۔ص285)

سلطان ملک شاہ سلجوقی ایک مرتبہ اصفہان کے جنگل میں شکار کھیل رہا تھا۔ کسی گاؤں میں قیام ہوا۔ وہاں ایک غریب بیوہ کی گائے تھی جس کے دودھ سے اس کے تین بچوں کی پرورش ہوتی تھی۔ سلطان کے لشکریوں نے اس گائے کو ذبح کر کے خوب کباب اڑائے۔ غریب بڑھیا کو خبر ہوئی تو وہ بدحواس ہوگئی۔ لشکریوں کے اس نامناسب فعل پر کوئی روک ٹوک کرنے والا نہ تھا۔ ان کے آگے کوئی لاوارث بیوہ کی فریاد سننے کو تیار نہ تھا۔ ساری رات اس نے پریشانی میں کاٹی۔

صبح ہوئی۔ دل میں خیال آیا کہ کوئی نہیں سنتا تو نہ سہی۔ کیا بادشاہ بھی نہ سنے گا، جس کو اللہ نے غریبوں کو ظالموں سے نجات دینے کے لئے اتنی بڑی سلطنت دی ہے؟ بادشاہ تک پہنچنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔ معلوم ہوا بادشاہ فلاں راستے سے شکار کو نکلے گا۔ چنانچہ اصفہان کی مشہور نہر کے پل پر جا کر کھڑی ہوگئی۔ جب سلطان پل پر آیا تو بڑھیا نے ہمت اور جرات سے کام لے کر کہا۔

اے الپ ارسلان کے بیٹے! میرا انصاف اس نہر کے پل پر کرے گا یا پل صراط پر؟ جو جگہ پسند ہو انتخاب کر لے"۔

بادشاہ کے ہمراہی یہ بے باکی دیکھ کر حیرت زدہ ہوگئے۔ بادشاہ گھوڑے سے

باپ کی عظیم الشان حکومت کا نشہ عباس کے سر پر سوار تھا، حکم دیا:

''اس مغرور عورت کا حسب نسب معلوم کرو اور میری طرف سے نکاح کا پیغام دے دو''۔

نوکر چاکر اس عورت کے پیچھے روانہ ہوئے۔شہزادے نے اپنا شکار ملتوی کیا اور خیمے میں جا کر خاموش بیٹھ گیا۔آدھی رات تک اسی الجھن میں گرفتار رہا۔کبھی خیمے سے باہر آتا تھا کبھی اندر،اتنے میں ایک خادم نے آ کر عرض کی:

''عورت خاندانِ برامکہ سے تعلق رکھتی ہے۔نام مغیرہ بنت ازار ہے۔ وہ دو بچوں کی ماں اور حسین بن موسیٰ کی بیوہ ہے۔اس کے عزیز واقارب میں سے اب کوئی زندہ نہیں،صرف دو معصوم بچے ہیں۔نکاح کا پیغام اس کے واسطے قیامت سے کم نہ تھا،آپے سے باہر ہوگئی اور یہ الفاظ کہے:

> ''ہارون ہماری جانیں تباہ کر چکا،اب مامون ہماری عزت کے درپے ہے،لیکن عباس یاد رکھے کہ اس کی شہزادگی کو اس ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی کی دہلیز پر دونوں ہاتھوں سے مسل دوں گی''۔

رات کا پردہ دنیا کے چہرے سے اٹھا۔ادھر صبح صادق آل برامکہ کی بربادی کا افسوس کرتی ہوئی نمودار ہوئی۔ادھر طائفۃ النمل کے ایک مختصر سے مکان میں مغیرہ نے نماز فجر سے فراغت پا کر چھوٹے بچے کو سینے سے لگا کر پیار کیا اور کچھ کہنا چاہتی تھی کہ شہزادہ عباس کا پیغام ایک قاصد کے ذریعے سے اس کے کان میں پہنچا:

''شہزادہ عباس کا غصہ تیرے جان و مال کو خاک میں ملا دے گا، یہ مکان ضبط کیا جاتا ہے اور تجھ کو دو گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے، یہ مکان خالی کر دے''۔

مغیرہ یہ پیغام سن کر دروازے پر آئی اور قاصد سے کہا:

''عباس اس وقت کو بھول جائے جب میرے دادا جعفر کا سر اس کے دادا ہارون کے سامنے رکھا گیا اور اس بے گناہ قتل نے آل برامکہ کو دو، دو دانوں کو محتاج کر دیا، لیکن

ہاتھ منتظر تھے اس وقت کے کہ اگر تو اپنی دھن میں آگے بڑھ کر میرے قریب پہنچتا تو تیری گردن مروڑ کر رکھ دیتے ۔آلِ برآمکہ کی دولت عباسیوں نے پامال کردی مگر ہماری عصمت وہ دولت ہے کہ ہم عباسی سلطنت کو اس پر قربان کردیں گے“۔

وزرائے سلطنت ضعیف مغیرہ کی جرأت پر متعجب ہوئے اور کہا: یہ بے باکی آداب شاہی کے خلاف ہے، ادب سے گفتگو کرو“۔

مامون نے کہا: ”اس کو مت روکو۔ یہ حق رکھتی ہے کہ جو کچھ اس کے منہ میں آئے کہے۔ یہ صرف اس کی صداقت ہے جس نے اس کی زبان کو تیز اور اس کے حوصلے کو بلند کر دیا ہے اور عباس کی کمزوری ہے جس نے اس کو گونگا بنادیا ہے۔

اسی وقت پانچ تھیلیاں اشرفیوں سے بھری ہوئی اہلکاروں سے لے کر مامون الرشید نے ضعیف مغیرہ کے قدموں میں ڈال دیں اور نہ صرف اس کا مکان واپس کیا بلکہ ایک عالی شان محل ”قصرِ عباس“ ضعیف مغیرہ کو عطا فرما کر درخواست کی کہ وہ شہزادے کا قصور معاف کردے۔

(سنہرے فیصلے، ص211)

گورنمنٹ بوائز سیکنڈری اسکول ایئر پورٹ کے استاد جناب مسرت حسین جعفری صاحب اپنے زمانہ طالب علمی کا واقعہ سنا رہے تھے کہ:

”ہم لوگ جامعہ ملیہ کے بورڈنگ ہاؤس میں رہا کرتے تھے اور ہماری کلاس کے تمام بچے کراچی میوزیم کے وزٹ کے لئے ریل گاڑی پر سوار ہوگئے سٹی اسٹیشن جانے کیلئے۔ ہمارے ساتھ ایک ارب پتی شخص کا بیٹا بھی تھا جو نہایت شریر تھا۔ اچانک ایک اسٹیشن پر ریل گاڑی رُکی تو وہ نیچے اترا اور بہت سارے پتھر پٹری کے ساتھ سے اٹھا کر اس نے ڈبے میں رکھ لئے۔ جب ریل گاڑی چلنے لگی تو وہ راہ گیروں کو پتھر مار مار کر خوش ہورہا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ اس نے ایک پتھر ایک بوڑھے شخص کے سر پر مارا، اُس کی ہائے کے ساتھ ہی سر سے خون اُبل پڑا۔ بوڑھے شخص نے شدت غم میں بددعا کیلئے ہاتھ اٹھا

بوڑھوں کی دوزخ

مغرب کی فحش وننگی تہذیب کی آوارگی نے عورت کی آزادی کے نام پر جوگل کھلائے ہیں ان کے اثرات سے بوڑھے بھی شدید متاثر ہوئے ہیں کیونکہ بڑھاپے میں بوڑھوں کی آخری پناہ گاہ انکا گھر ہوتی ہے جہاں ان کی اولاد، بیوی، پوتے اور پوتیاں ان کو جینے کا حوصلہ اور سہارا دیتے ہیں۔

لیکن مغربی تہذیب نے عورت کو شمع محفل بنا کر گھروں کے گھر ویران کردیئے ہیں۔ اولاد آوارہ ہو چکی ہے۔ ماں باپ کی خدمت کو بوجھ تصور کرتی ہے۔ حکومت ان ویران وسنسان گھروں سے ان لاچار ولاوارث بوڑھوں کو ''اولڈ ہاؤسسز'' میں مرنے تک قید کردیتی ہے، جہاں وہ تنہائی کی وحشت کا عذاب جھیلتے رہتے ہیں۔

سرکاری خیرات پر تنہائی کی قید میں جینے پر مجبور یہ بوڑھے اس ''خاندانی'' زندگی کے لئے ترستے رہتے ہیں جہاں انہیں کوئی بابا جی، دادا جان، نانا جان، دادی امی، بڑی امی کہے اور ان کے سامنے کھیلے کودے، ان کا ادب کرے، پانی پلائے اور ان سے کہانیاں سنے بس! اسی غم میں گھلتے گھلتے وہ دم توڑ دیتے ہیں۔

مغربی ممالک میں 70 فیصد بچے حرامی اور 60 فیصد بوڑھے اور بوڑھیاں غیر شادی شدہ ہیں۔ شادی سے گریز اور تاخیر اور پھر اولاد کی خواہش نہ ہونا، جوانی میں عیش کرنا اور پھر بڑھاپے میں پچھتانا ان کا مقدر ہے کیونکہ مغربی معاشرے میں جوانی میں سب دوست ہوتے ہیں کشش نہیں رہتی تو پھر کوئی پوچھتا نہیں ہے

ع پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں

اور اگر بوڑھی کوئی خاتون ہو تو پھر تنہائی کے عذاب سے چھٹکارا پانے کے لئے کتے، بندر، بلیاں اور خرگوش پالتی ہیں کیونکہ تنہائی اور اکیلا پن عورت کے مزاج کے خلاف

لوگ رضا کارانہ طور پر اپنی زندگیاں ختم کر رہے ہیں۔ چنانچہ:

''ایڈووکیٹ ونسنٹ پینی کولانگرہ نے بتایا ہے کہ بوڑھے افراد کی بڑی تعداد میرے پاس عدالت سے خودکشی کی اجازت لینے کیلئے آتی ہے۔ میرے ایک مؤکل 85 سالہ سی وی تھامس نے ہائی کورٹ سے اجازت نہ ملنے کے باوجود خودکشی کرلی۔ تھامس ایک ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر تھا۔ اس نے اپنے گلے میں یہ عبارت لکھ کر لٹکانے کے بعد خودکشی کرلی۔ اس نے لکھا تھا کہ:

''بے کسی کی زندگی سے موت بہتر ہے۔ میری موت کا ذمہ دار کسی اور کو نہ ٹھہرایا جائے''۔

اس نے اپنی وصیت میں لکھا تھا کہ حکومت ہر ڈسٹرکٹ ہسپتال میں شعبہ موت کا بھی اجراء کرے۔ ہر شخص کو اپنی موت کا وقت، مقام اور طریقہ اختیار کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ باوقار طریقے سے اپنی زندگی کا خاتمہ کر سکے''۔

اے میری دنیا کے مایوس ومحروم بوڑھو! آؤ مل کر اس جہنم سے نکلنے کی کوشش کرو! ہاں ہاں! تم ذرا سا آگے تو بڑھو!! ممکن ہے تمہیں اسلام کے شجر سایہ دار میں وہ جنت اور راحت ملے۔ جو تمہارے سارے غم غلط کردے اور مئے توحید تمہارے سینوں سے کدورتوں اور سروں سے گناہوں کا فتور مٹا کر تمہیں زندگی وبندگی کا شعور عطا کردے اور روز آخرت تمہیں دامن رسول ﷺ میں پناہ ملے جو تمہاری تمام حسرتوں کو مسرتوں میں بدل دے۔ اور تم یہ کہنے سے بچ جاؤ۔

(يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرَابًا) (سورۃ النبا)

ترجمہ: ''اے کاش! میں مٹی ہوتا''۔

❁ ❁ ❁

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس گھر میں بچے نہ ہوں وہ قبرستان کی طرح ہے۔(خیر! الحمدللہ! اب ایسا نہیں رہا)۔ اسلامی معاشرے میں بوڑھے اپنی زندگی عبادت و ریاضت کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ مسجدیں آباد کرتے ہیں نوجوانوں کو نصیحتیں کرتے ہیں۔نوجوان ان کا ادب بجالاتے ہیں۔انہیں سلام کرتے ہیں۔بس میں انہیں جگہ دے دیتے ہیں،جس سے بوڑھوں میں اپنی اہمیت کا احساس جاگتا ہے۔

مسلمان بوڑھا اور بوڑھی گھر کے محافظ اور بچوں کے خادم ہوتے ہیں۔ان کی تعلیم وتربیت کے نگران ونگہبان ہوتے ہیں۔تمام بچے اور بچیاں ان کی شفقتوں کو اپنے لئے ٹھنڈا سایہ اور ان کے مشوروں کو قیمتی سرمایہ سمجھتے ہیں۔ ان کی خدمت کو اپنے لئے اعزاز جانتے ہیں ،جس سے تمام بوڑھے خوش اور مطمئن رہتے ہیں اور اندر ہی اندر مرنے اور اللہ کے سامنے حاضر ہونے کی تیاری میں لگے رہتے ہیں۔سحر گاہی وآہ زاری اور توبہ سے اپنے رب کو خوش کرنے میں لگے رہتے ہیں اور اسلام کی برکت سے ہمیشہ کے لئے جنت کے مکین بن جاتے ہیں۔

آؤ !اے میری دنیا کے بوڑھو !اسلام کے آغوش رحمت میں آجاؤ!! تمہاری زندگی پر کیف اور موت بہار آشنا ہوجائے گی مرنا تو ہے ! آؤ !اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے جینا اور مرنا سیکھ لو تمہاری دنیا بھی جنت تمہاری آخرت بھی جنت بن جائے گی۔

☆☆☆

درسِ فقہ

ہر اتوار کو بعد نمازِ ظہر ''درسِ فقہ'' کا آدھے گھنٹہ کا پروگرام ہوتا ہے

بمقام: جامع مسجد العمر، پتھر روڈ گرین ٹاؤن کراچی
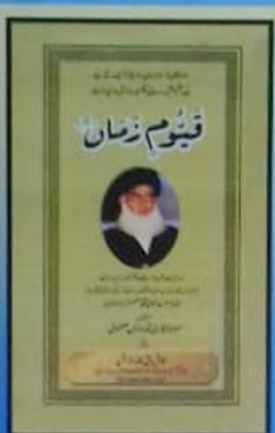
وابستگانِ آستانہ عالیہ موہری شریف کے لیے

خوشخبری

انشاء اللہ العزیز

عالمی مبلغ اسلام جگر گوشۂ زریں زر بخت سلطان اولیاء

حضور خواجہ **محمد معصوم** رحمۃ اللہ علیہ

کی فی اللہ اخلاص و فی اللہ محبت سے لبریز حیات طیبہ کے تذکرہ پر مشتمل

ایک عظیم علمی، روحانی، فکری، تاریخی و ادبی شاہکار

"**قیوم زماں**" منظر عام پر آچکا ہے

تلاش حق فاؤنڈیشن